قادیانیوں کی عبارتیں

☆ ”خدا ایک ہے اور محمد ﷺ اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے۔ اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور پر محمدیت کی چادر پہنائی گئی، کیوں کہ خادم اپنے مخدوم سے جدا نہیں اور نہ شاخ اپنی بیخ سے جدا ہے۔ پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا لقب پاتا ہے وہ ختم نبوت کا خلل انداز نہیں“۔ (کشتی نوح مؤلفہ مرزا غلام احمد قادیانی، ص ۲۳، مطبع ضیاء الاسلام قادیان، ۱۹۰۲ء)

☆ ”ایسے نبی بھی آ سکتے ہیں جو رسول کریم ﷺ کے لئے بطور ظل کے ہوں...... اس قسم کے نبیوں کی آمد سے آپ کے آخر الانبیاء ہونے میں فرق نہیں آتا۔“ (دعوت الامیر مصنفہ مرزا بشیر الدین محمود، ص ۲۵ مطبوعہ قادیان)

☆ ”خاتم النبیین ﷺ کے بعد ایک ہزار نبی پیدا ہو سکتا ہے۔“

دیوبندیوں وہابیوں کی عبارتیں

☆ ”عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم (ﷺ) کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں، مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے؟“

☆ ”اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو، جب بھی آپ (ﷺ) کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔“

☆ ”بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔“

(تحذیر الناس، ص ۳، ص ۱۳، ص ۲۴ مصنفہ محمد قاسم نانوتوی مطبوعہ کتب خانہ قاسمی، دیوبند)

☆ ”لاَ الٰہ الا اللہ اشرفعلی رسول اللہ

(ایک غلطی کا ازالہ، ص ۳، مرزا قادیانی)

”جو کچھ احمدی کہتے ہیں وہ صرف یہ ہے کہ ”خاتم النبیین“ کے وہ معنی جو اس وقت مسلمانوں میں رائج ہیں نہ تو قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت پر چسپاں ہوتے ہیں اور نہ ان سے رسول کریم ﷺ کی عزت و شان اس طرح ظاہر ہوتی ہے جس عزت اور شان کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے۔“ (احمدیت کا پیغام، ص ۹، مولفہ مرزا محمود احمد۔ ختم نبوت کی حقیقت، ص ۵، ۸ از شیخ مبارک احمد، ناشر مہتمم نشر و اشاعت، صدر انجمن احمدیہ، ربوہ)

☆ ”ایک بہت بڑی غلط فہمی خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کرنے سے پیدا ہو گئی ہے...... خاتم النبیین کا لفظ حضرت نبی کریم کیلئے مقام مدح میں ہے جس سے آپ کے مرتبہ کی بلندی مقصود ہے یعنی آپ کی شان سب نبیوں سے اونچی ہے ورنہ سب سے آخر میں ہونا کوئی قابل تعریف بات نہیں۔“

(پیغام حق، ص ۱۱، مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس، ربوہ)

☆ ”دیوی یا شیخ سدو اور ایسے ہی اور اللھم صلی علی سیدنا و نبینا اشرفعلی کہنے میں تسلی ہے۔“ (کوئی خرابی نہیں) (رسالہ الامداد، ص ۳۵ بابت ماہ صفر ۱۳۳۶ھ، از اشرفعلی تھانوی، از مطبع امداد المطابع، تھانہ بھون)

☆ ”اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن و فرشتہ جبریل اور محمد ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے۔“

(تقویۃ الایمان، ص ۳۰، مصنفہ محمد اسماعیل دہلوی، مطبوعہ فیض عام، دہلی)

☆ وجود مثل حضرت ﷺ ممکن است۔“

(یک روزی، ص ۱۵۱، مصنفہ محمد اسماعیل دہلوی)

☆ ”کسی مخلوق کے نام پر جہاں کوئی جانور مشہور کیا کہ یہ گائے سید احمد کبیر کی ہے، یا یہ بکرا شیخ سدو کا ہے، سو وہ حرام ہو جاتا ہے۔“ (تقویۃ الایمان، ص ۴۰، مصنفہ اسماعیل دہلوی، مطبوعہ فیض عام، دہلی)

☆ ”یا شیخ عبد القادر اور یا علی کہنے والے کافر ہیں۔“ (تذکیر الاخوان، ص ۲۹۷، از اسماعیل دہلوی)

ناموں پر جو بکرے یا اشیاء دی جاتی ہیں وہ بالکل حرام ہیں۔" (تفسیر القرآن، درس حکیم نورالدین مرزائی، ص ۶۶ ج ۲)

☆ "یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاءاللہ کہنا، کیا اس کا ثبوت کہیں قرآن میں ملتا ہے...... پھر یہ وظیفہ کس نے بنایا۔"
(پیغام صلح، لاہور بابت ۱۱ فروری ۱۹۵۲ء)

☆ "اور ایک دن میں جب عشاء کی

☆ "یا شیخ عبدالقادر کا وظیفہ پڑھنا شرک ہے"۔ (ص ۵۵، فتاویٰ امدادیہ ج ۴)

☆ "ورد کرنا یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاء للہ وغیرہ حرام ہے۔" (☆)
(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۳۹، ج ۲، مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ، دہلی۔ تالیفاتِ رشیدیہ، ص ۷۷ مصنفہ رشید احمد گنگوہی، مطبوعہ ادارہ اسلامیات، لاہور)

(☆) اسی کتاب کے ص ۸۱ پر دیوبندیوں وہابیوں کے دینی آقا اور تبلیغی جماعت کی نظریاتی بنیاد اشرفعلی تھانوی کی، ان کے استاد کے نام، تحریر میں یہ الفاظ قارئین ملاحظہ کر چکے ہیں "یا سیدی لله شیاً انه" (اے میرے سردار (گنگوہی)، اللہ کے واسطے کچھ تو دیجئے)۔ اہل سنت و جماعت اگر یہی الفاظ سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے لئے کہیں تو دیوبندیوں کی طرف سے شرک کے فتووں کی مشین گن چلنا شروع ہو جاتی ہے اور تذکرۃ الرشید میں ہے کہ تھانوی صاحب کے (گنگوہی کے لئے) ان الفاظ والی تحریر، قیامت کے دن تھانوی صاحب کی مغفرت کی قطعی دستاویز ثابت ہوگی۔ حیرت ہے کہ جو الفاظ شرک وحرام ٹھہریں، وہی الفاظ تھانوی صاحب کے لئے مغفرت کی ضمانت ہوں۔ اسی کتاب تذکرۃ الرشید کے ص ۱۴۷ ج ۲ پر ہے کہ ایک پریشان حال شخص نے رشید احمد گنگوہی صاحب سے عرض کی کہ "حضرت! للہ میری طرف توجہ فرمائیے" تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ گنگوہی صاحب نے اس شخص کی مشکل کو نظر فرما کر حل کر دیا۔ ان الفاظ کا سیدنا غوث اعظم کے لئے استعمال، گنگوہی صاحب کے فتویٰ کے مطابق شرک وحرام ہے لیکن خود گنگوہی کے لئے ان الفاظ کا استعمال کیا جانا درست ہی نہیں بلکہ حل مشکلات اور مغفرت کی سند بتایا جا رہا ہے۔ ع

ناطقہ سر بہ گریباں ہے اسے کیا کہیے

یہ بھی یاد رہے کہ For God Sake کے الفاظ سب دیوبندی وہابی تبلیغی بھی استعمال کرتے ہیں۔ دنیا کا ہر گداگر (بھکاری) بھی اللہ کا واسطہ دے کر لوگوں سے سوالی ہوتا ہے، ان سب کے لئے کیا فتویٰ ہے؟ آیت قرآنی فاتقو الله الذی تسالون بھی پیش نظر رہے۔ جواب کا انتظار رہے گا۔

نماز سے فارغ ہوا اس وقت نہ تو مجھ پر نیند طاری تھی اور نہ ہی کوئی بے ہوشی کے آثار تھے، بلکہ بیماری کے عالم میں تھا۔ اچانک سامنے سے آواز آئی، آواز کے ساتھ دروازہ کھٹ کھٹانے لگا۔ تھوڑی دیر میں دیکھتا ہوں کہ دروازہ کھٹ کھٹانے والے جلدی جلدی میرے قریب آ رہے ہیں، بے شک یہ پنج تن پاک تھے۔ یعنی علی ساتھ اپنے بیٹوں کے اور دیکھتا ہوں کہ فاطمۃ الزہرا نے میرا سر اپنی ران پر رکھ لیا اور میری طرف گھور گھور کر دیکھنا شروع کیا''۔

(آئینہ کمالات اسلام، مرزا قادیانی، ص ۲۷۳۔ تحفہ گولڑویہ، ص ۲۱ مطبع ضیاء الاسلام، قادیان، از مرزا قادیانی)

☆ ''حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ اس میں سے ہوں، چناں چہ یہ کشف براہین احمدیہ میں موجود ہے۔'' (ایک غلطی کا ازالہ، ص ۹ مصنفہ مرزا قادیان، مطبوعہ مہتمم نشر و اشاعت، قادیان ۱۹۰۱ء)

☆ ''ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد

☆ ''ان حضرات (دیوبند کے بڑوں) کی تو ہر بات میں کشش ہوتی ہے...... ایک مرتبہ فرمایا کہ ہم ایک دفعہ بیمار ہو گئے ہم کو مرنے سے بہت ڈر لگتا ہے ہم نے خواب میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا، انہوں نے ہم کو اپنے سینے سے چمٹا لیا، ہم اچھے ہو گئے۔''

(الافاضات الیومیہ، از اشرفعلی تھانوی ص ۳۷، ج ۶)

''ایک دن جناب ولایت مآب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو سید احمد رائے بریلوی (نے) خواب میں دیکھا، پس جناب علی مرتضیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ مبارک سے غسل دیا اور آپ کے بدن کی خوب اچھی طرح سے شست وشو (مل مل کر دھویا اور صفائی) کی جس طرح والدین اپنے بیٹوں کو نہلاتے ہیں اور شست وشو کرتے ہیں، اور جناب فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے نہایت عمدہ اور نفیس قیمتی لباس اپنے ہاتھ مبارک سے آپ (برہنہ) کو پہنایا......''

(ص ۱۶۴ صراط مستقیم، مطبع مجتبائی، دہلی ۱۳۰۸ھ (فارسی)۔ صراط مستقیم، ص ۲۸۰، مترجم اور مصنفہ اسمٰعیل دہلوی، ناشران ملک سراج الدین اینڈ سنز پبلشرز، لاہور نومبر ۱۹۵۶ء مطبوعہ نذیر پریس لاہور)

☆ ''انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں، باقی رہا عمل، اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ سکتا ہے"۔

(الفضل، قادیان ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

☆ "میں خطا بھی کروں گا اور صواب بھی......کبھی میرا ارادہ پورا ہوگا اور کبھی نہیں......یہ وحی الٰہی ہے کہ کبھی میرا ارادہ خطا جاتا ہے اور کبھی پورا ہو جاتا ہے...... خداتعالیٰ خطا کرسکتا ہے۔"

(حقیقۃ الوحی، از قادیانی، ص ۱۰۳، مطبع میگزین قادیان ۱۹۰۷ء)

☆☆☆☆☆

ہو جاتے ہیں، بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔"

(تحذیر الناس، ص ۵، مطبع قاسمی، دیوبند)

☆ "جیسے غیر نبی، فن کاشت کاری میں نبی سے اعلم ہوسکتا ہے، اسی طرح فن سیاست میں ممکن ہے کہ غیر نبی، نبی سے اعلم ہوجائے۔"

(افاضات یومیہ، ص ۳۴۹ ج ۶، تھانوی)

☆ "جادوگروں کے خرق عادت افعال (کمالات) نبیوں ولیوں کے خرق عادت کمالات سے قوی و اکمل واقع ہو سکتے ہیں۔" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵ ج ۳ گنگوہی)

☆ "الحاصل امکان کذب سے مراد دخول کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے...... پس ثابت ہوا کہ کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ جل وعلیٰ ہے کیوں نہ ہووھو علی کل شئی قدیر۔"

☆ خداتعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔"

(فتاویٰ رشیدیہ، ص ۱۹ ج ۱۔ تالیفات رشیدیہ، ص ۹۸، ۹۹، از رشید احمد گنگوہی، یک روزی، ص ۱۴۵، از اسمٰعیل دہلوی۔ براہین قاطعہ، ص ۲، از خلیل احمد انبیٹھوی)

☆ "افعال قبیحہ کو قدرت قدیمہ حق تعالیٰ شانہ سے کیوں کر خارج کہہ سکتے ہیں۔"

(الجہد المقل ص ۴۱، ۸۳ ج ۱، مصنفہ محمود الحسن دیوبندی)

☆ "یہ کلیہ مسلمہ اہل کلام ہے، جو مقدور العبد ہے وہ بمقدور اللہ ہے"۔

(تذکرۃ الخلیل ص ۱۳۵، مطبوعہ مکتبۃ قاسمیہ، سیال کوٹ)

❖ جوہانس برگ سے بریلی، پارٹ ۲، ص ۷ اور ۸ پر اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر ایک اور بے جا اعتراض میں، دیوبندی وہابی تبلیغی علماء کہلانے والوں کی جہالت ملاحظہ ہو۔ (جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف کے الفاظ میں من وعن نقل کر رہا ہوں۔)

"A person saw in a dream. that Rasoolullah Sallallahu alayhi Wasallam was arriving. When he approached Closer to Rasoolullah Sallallahu alayhi Wasallam he asked. "Huzoor where are you going? Rasoolullah Sallallahu alayhi Wasallam replied. "A person has passed away therefor i am heading to participate in the janazah"

Apparently this dream was related to Ahmed Raza Khan. Ahmed Raza Khan said, "Al hamdulillah! I have led the salaah of that blessed janazah"

یہ لکھ کر جوہانس برگ سے بریلی کا مصنف یہ کہتا ہے، کہ اگر کوئی استاد، پیر یا شیخ ایسے موقع پر موجود ہو، تو یقیناً ان کو امامت کی پیش کش کی جائے گی، مگر احمد رضا خان فخر یہ کہتے ہیں، کہ الحمد للہ اس نماز جنازہ کی امامت میں نے کی۔ یہ لکھنے کے بعد جوہانس برگ سے بریلی کا مصنف کہتا ہے کہ احمد رضا خان کا اس طرح کہنا، ذات رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی توہین ہے۔

محترم قارئین! آپ نے جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف کی پیش کردہ عبارت اور اس عبارت پر اس کا تبصرہ بھی ملاحظہ فرمایا۔ اس پوری عبارت پر غور کیجئے۔ کیا کسی لفظ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ نماز جنازہ ادا فرمائی؟ یا اعلیٰ حضرت بریلوی کے الفاظ سے کیا یہ ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امامت کی؟ پوری عبارت اور اعلیٰ حضرت بریلوی کے الفاظ سے یقیناً ایسی کوئی بات ہرگز ثابت نہیں ہوتی۔ لہٰذا اعتراض خود بخود باطل ہو گیا۔

غور کیجئے۔ خواب کوئی اور دیکھ رہا ہے۔ خواب کا بیان مکمل ہو جانے کے بعد اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس نماز جنازہ کی امامت میں نے کی۔ اس

سے یہ مفہوم کیسے اخذ کرلیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے وہ نماز جنازہ بھی ادا فرمائی؟ یا یہ کہ اعلیٰ حضرت نے رسول اللہ ﷺ کی امامت کی؟ (معاذ اللہ)۔ بلاشبہ یہ اعلی حضرت پر بہتان ہے۔خواب اور اعلیٰ حضرت بریلوی کے بیان کی حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اس عاشق صادق کی وفات پر رسول اللہ ﷺ اپنی شفقت و رحمت کے سبب اپنے اس غلام کونوازنے تشریف لائے اور اس عاشق صادق کے جنازہ کو ملاحظہ فرمایا۔(☆)

جب اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو خبر ملتی ہے کہ یہ شخص بارگاہ رسول ﷺ میں اس قدر مقبول ہے کہ اسے نوازنے،حضور اکرم ﷺ خود تشریف لائے تو اعلیٰ حضرت نے خوش ہوکر جو فرمایا، وہ یہی واضح کر رہا ہوں کہ اس خوش نصیب کی نماز جنازہ پڑھانے کا شرف مجھے حاصل ہوا۔ اعلیٰ حضرت بریلوی کے جملے کو غلط مفہوم دینے کی وجہ، اعلیٰ حضرت سے محض بغض وعناد کے سوا کچھ نہیں۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر عظیم بہتان لگا کر بد زبانی کرنے والے ''جوہانس برگ سے بریلی'' کے مصنف اور دیوبندی وہابی ازم کے پیروکار ذرا آئینے میں اپنا بدنما چہرہ بھی دیکھیں۔ان کے ''شیخ الاسلام'' جناب حسین احمد مدنی کے بارے میں دیوبندیوں ہی کے ایک ملاں،مرغوب احمد صاحب لاج پوری، الجمعیۃ، دہلی کے ''شیخ الاسلام نمبر''ص ۳۲۶ پر لکھتے ہیں۔

''جامع مسجد میں بوجہ جمعہ مصلیوں کا مجمع بڑا ہے۔مصلیوں نے فقیر (مرغوب احمد) سے فرمائش کی کہ تم حضرت (ابراہیم) خلیل اللہ (علیہ السلام) سے سفارش کرو کہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام مولانا (حسین احمد) مدنی کو جمعہ پڑھانے کا ارشاد فرمائیں۔

(☆)واضح رہے کہ ہم اہل سنت و جماعت حضور اکرم ﷺ کو جسمانی طور پر حاضر و ناظر نہیں مانتے، روحانی اور نورانی طور پر مانتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اپنے زندہ جسم اقدس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں ہیں اور اپنی نورانیت اور روحانیت کے ساتھ ہر مومن کے سینہ میں ہیں۔ان کی روحانیت و نورانیت تمام عالم میں جلوہ گر ہے۔

فقیر (مرغوب احمد) نے جرأت کر کے عرض کیا تو حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے مولانا (حسین احمد) مدنی کو جمعہ پڑھانے حکم فرمایا۔ مولانا مدنی نے خطبہ پڑھا اور نماز جمعہ پڑھائی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مولانا (حسین احمد) کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا فرمائی، فقیر (مرغوب احمد) بھی مقتدیوں میں شامل تھا۔ **فالحمد للہ علی ذالک حمدا کثیرا**، حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام ضعیف العمر تھے، ریش مبارک سفید تھی۔"

محترم قارئین! امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی پر شدید بہتان لگانے والے دیوبندی وہابی ازم کے پیروانِ کارکو اپنی یہ بے حیائی نظر نہیں آتی کہ خود اپنے ہی قلم سے صاف لفظوں میں لکھ رہے ہیں کہ انہوں نے نبی سے خود کہہ کر اپنے ملاں کو نبی کا امام بنوایا اور ان کے اس بے حیا ملاں نے بھی نبی کی امامت کرتے ہوئے نماز پڑھا دی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا مقتدی بنا دیا۔ اور اس بے حیائی پر اللہ کا بے پناہ شکر کیا جا رہا ہے (معاذ اللہ)

ڈھٹائی تو دیکھو ذرا بے حیا کی   امامت کرے وہ ابو الانبیاء کی

مزید ملاحظہ ہو: شیخ سعید تکرونی کہتے ہیں کہ: "میں نے خواب دیکھا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں اور مجھ سے کسی نے کہا کہ یہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں اور ایک عالم ہندی خلیل احمد نام کا انتقال ہو گیا ہے، ان کے جنازہ میں شرکت کے لئے تشریف لائے ہیں۔" (تذکرۃ الخلیل، ص ۴۶۹، مطبوعہ مکتبہ قاسمیہ، سیال کوٹ، مصنفہ عاشق الٰہی میرٹھی)

اصدق الرویا، حصہ دوم ص ۱۰، النور بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۵۵ھ میں ہے کہ ایک شخص محمود حسین مدرسہ شاہی مراد آباد نے اشرفعلی تھانوی صاحب کو اپنا خواب لکھ کر بھیجا۔ خواب یہ ہے: "آج کئی دن گزر گئے، کم ترین نے ایک خواب حضور کے متعلق دیکھا تھا لیکن فوراً بوجہ مشغولیت امتحان کے اطلاع نہ دے سکا، اور وہ یہ ہے کہ ایک شخص رات کو مجھے کہہ رہا ہے کہ مولانا (تھانوی) کا انتقال ہو گیا ہے اور ہمارا ملنے والا ایک آدمی ہمارے پاس آیا اور یہ کہہ رہا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

خبر دینے کے لئے جا رہا ہوں۔ اب وہ شخص گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار شریف پر جا کر آواز دی کہ مولانا (تھانوی) کا انتقال ہو گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خبر سن کر فوراً قبر مبارک سے اٹھے اور آپ کے جنازے کے لئے چلے۔ خواب کا مضمون تمام ہوا۔"

تھانوی صاحب اس خواب کا جواب ارشاد فرماتے ہیں۔ "تحقیق: خواب کی اجمالی تعبیر یہ ہے کہ

کشتے کہ عشق دارد نگزار دت بدیں ساں　　بہ حیات گر نیائی بہ جنازہ خواہی آمد

یعنی جنازہ پر تشریف آوری تو اس سے بڑھ کر عنایت ہے جو اصل شعر میں مذکورہ ہے۔"

جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف بتائیں کہ خلیل احمد اور اشرفعلی کا جنازہ کس نے پڑھایا تھا؟ اور ان جنازوں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شرکت فرمائی تھی یا نہیں؟ اگر نہیں فرمائی تو خواب گڑھنے والے کاذب ہوئے اور اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شرکت فرمائی تھی تو جنازہ پڑھانے والے دیوبندی وہابی علماء نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے امام ہو کر اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مقتدی بنا کر گستاخ اور بے حیا قرار پائے یا نہیں؟ مزید تبصرہ، جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف کا جواب ملنے تک محفوظ رکھتا ہوں۔

ص ۲۳، اصدق الرویا، حصہ دوم، النور بابت ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۵ھ میں درج یہ خواب بھی ملاحظہ ہو:

"خواب: یہ خواب نظر آیا کہ ایک اونچی کرسی کی مسجد ہے اور جمعہ کی نماز کے لئے صف بندی ہو رہی ہے اور احقر (شہاب الدین) صحن مسجد میں ہے۔ کسی شخص نے کہا کہ یہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احقر کے بائیں جانب تھے۔ احقر نے آں حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مصافحہ کیا اور احقر نے آں حضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لئے اپنا رومال بچھا دیا۔ اتنے ہی میں صحن مسجد میں دو شخصوں میں کچھ جھگڑا ہو گیا۔ آں حضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس طرف متوجہ ہو

گئے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لباس مبارک سب سفید تھا۔ مگر آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک احقر کو یاد نہ رہا۔ اور اس مسجد میں حضرت والا نماز جمعہ یعنی آپ (تھانوی) پڑھا رہے ہیں اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احقر کا بازو پکڑ کر اپنے آگے کی صف میں کر دیا تھا۔ اس خواب کی وجہ سے دن کو ایک قسم کی خوشی ایسی معلوم ہوئی کہ جس کے اظہار کو کوئی لفظ ہی سمجھ میں نہ آیا جو تحریر کروں۔ شہاب الدین کشمیری گیٹ، دہلی''۔

یہ خواب تھانوی صاحب نے اپنے ''رسالہ النور'' میں خود شائع کیا۔ جو ہانس برگ سے بریلی ہی کے مصنف کا کہنا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی امامت کھلی بے حیائی ہے، اسی کے مطابق اس خواب میں تھانوی صاحب کی کھلی بے حیائی کا مظاہرہ دیکھئے کہ تھانوی صاحب تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے (معاذ اللہ) امام ہوئے ہیں اور خواب دیکھنے والے شہاب الدین کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں کھڑا رہنا اپنی شان کے خلاف معلوم ہوا، اسی لئے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آگے والی صف میں پہنچ کر ہی وہ خوشی پائی، جس کے اظہار کے لئے کوئی لفظ ان کی سمجھ میں نہیں آسکا۔ جو ہانس برگ سے بریلی کے مصنف فرمائیں کہ اعلیٰ حضرت بریلوی کے عقیدت مند کے خواب میں تو ہرگز ایسا کوئی ذکر نہیں ہے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امامت کی ہو، مگر دیوبندی وہابی ازم کے مذکورہ تمام خوابوں میں دیوبندی وہابی ملاّؤں کو رسول کریم اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا واضح طور پر امام بتایا گیا ہے۔ کیا اس کے باوجود دیوبندیوں وہابیوں کو اپنے بڑوں کی اور خود اپنی بے حیائی میں کوئی شبہ ہے؟ واضح رہے کہ دیوبندی وہابی ازم کے حکیم الامت نے ان خوابوں کو فخریہ شائع کیا ہے، یعنی اپنی بے حیائی اور گستاخی پر انہیں ناز ہے۔ اللہ کریم ہمیں ان سے اپنی پناہ میں رکھے

جو کریں تنقیصِ شانِ شاہِ دین　　لَعنَةُ اللّٰهِ عَلَیهِم اَجمَعِین

یہ بلا شبہ اللہ سبحانہ کے پاک اور پیارے بندوں پر، بہتان طرازی کی اس دنیا میں

ان دیوبندیوں وہابیوں کو سزا ہے، کہ جس جھوٹے قول وفعل کو، سچے مسلمانوں سے یہ منسوب کرتے ہیں، وہ ان دیوبندیوں وہابیوں کی زبان وقلم سے خود ان کے اپنے لئے ثابت ہو جاتا ہے، اور یوں یہ اپنے ہی بیان سے شدید مجرم ثابت ہوتے ہیں۔ اس کے باوجود اگر یہ دیوبندی وہابی تبلیغی، سچی توبہ نہیں کرتے تو دنیا وآخرت کا شدید خسارا اور عذاب ہی ان کا حصہ ہے۔

❖ قارئین محترم! دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں کے بڑے اور چھوٹے علماء نے رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام، اہل بیتِ عظام، ازواجِ رسول امہات المومنین اور اولیاء اللہ (رضی اللہ عنہم) کی جس قدر توہین کی ہے، اور جن واضح الفاظ میں توہین کی ہے وہ پوری تفصیل کے ساتھ لکھوں، تو آپ یقیناً یہی کہیں گے کہ ''شیطانی آیات'' کے مصنف، ملعون شیطان رشدی اور دیوبندی وہابی علماء کی تحریروں میں کوئی فرق نہیں۔ افسوس کہ ان دیوبندیوں وہابیوں نے رسول اللہ ﷺ کی واضح طور پر، اہانت وگستاخی کرتے ہوئے سیکڑوں خواب اپنی کتابوں میں لکھے اور ان خوابوں پر یہ، فخر کرتے ہیں اور توہین رسالت سے بھری ہوئی اپنی ان کتابوں کی تبلیغ واشاعت کرتے ہیں، اور اپنے ان علمائے دیوبند کی شان بیان کرنے میں زندگی بسر کرتے ہیں، جن علمائے دیوبند نے رسول اللہ ﷺ کی حد درجہ گستاخی و بے ادبی کی ہے۔ ان دیوبندی وہابی تبلیغی علماء کو اپنی خرابیاں دور کرنے کی نہیں سُوجھتی، یہ اپنے مذموم جرم نہیں دیکھتے، بلکہ سچے غلامانِ رسول، علمائے حق اہل سنت کی صحیح باتوں کو غلط بنانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ مشہور مقولہ ہے کہ ''چاند پر تھوکنے سے چاند کا کچھ نہیں بگڑتا بلکہ تھوک خود تھوکنے والے کے اپنے مونھ پر پڑتی ہے۔'' یہ دیوبندی وہابی تبلیغی بھی اپنی ان حرکتوں سے، اپنے ہی لئے رسوائی جمع کر رہے ہیں۔ اللہ جل شانہ سے دعا ہے کہ وہ ہم صحیح العقیدہ سنّی بریلوی مسلمانوں کو دیوبندی وہابی تبلیغی اور تمام باطل فرقوں کے علماء وعوام اور ان کے شر سے محفوظ رکھے اور ہمیں مذہب حق اہل سنت وجماعت ہی پر ثابت قدمی عطا فرمائے اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے۔

❖ جوہانس برگ سے بریلی پارٹ ۲ کے صفحہ ۲۲ پر ہے کہ: ''ایک رضا خانی کہتا ہے

نکیرین آ کر مرقد میں جو پوچھیں گے تو کس کا ہے

ادب سے سر جھکا کر لوں گا نام احمد رضا خاں کا''

جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف فرماتے ہیں کہ'' وہ یہ نہیں کہتا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں (واضح رہے''بندہ'' کے معنی انہوں نے'' سرونٹ آف اللہ'' کئے ہیں)، یہ بھی نہیں کہتا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا امتی ہوں۔ صرف احمد رضا کا نام لیتا ہے، خود کو رضا خانی ظاہر کرتا ہے۔''

رضا خانی کے الفاظ کا جواب تو انہیں ایسا دیا جائے کہ ان کے دانت کھٹے ہو جائیں (☆) تاہم یہ لب ولہجہ دیو کے بندوں ہی کو بھاتا ہے۔ اس اعتراض کا اشرفعلی تھانوی صاحب سے جواب لیجئے۔

الافاضات الیومیہ (النور بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ) صفحہ ۲۵ ح ۲ پر تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

''ایک دھوبی کا انتقال ہوا۔ جب دفن کر چکے تو منکر نکیر نے آ کر سوال کیا من ربک، ما دینک، من ھذا الرجل۔ وہ جواب میں کہتا ہے کہ مجھ کو کچھ خبر نہیں، میں تو حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا دھوبی ہوں۔ اور فی الحقیقتہ یہ جواب اپنے ایمان کا اجمالی بیان تھا کہ میں ان کا ہم عقیدہ ہوں۔ جو ان کا خدا وہ میرا خدا، جو ان کا دین وہ میرا دین، اسی پر اس دھوبی کی نجات ہوگئی۔''

اب فرمائیں جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف کہ وہ اپنے گرو اشرفعلی تھانوی کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ خود انہی کے تھانوی صاحب نے ان کے اعتراض کا تحقیقی جواب دے دیا۔

اور دوسرا جواب دیوبندیوں کے بہت بڑے عالم، تھانوی صاحب کے استاد جناب

(☆) دیوبندی وہابی ازم کے برصغیر میں امام جناب شاہ اسمٰعیل دہلوی ہیں۔ ان کی نسبت سے اگر دیوبندی وہابی تبلیغیوں کو''اسمٰعیلی'' کہا جائے تو انہیں ہرگز ناگوار نہیں گزرنا چاہیے۔

محمودالحسن دیوبندی سے ملاحظہ ہو، وہ فرماتے ہیں:

"قبر سے اٹھ کے پکاروں جو رشید و قاسم
بوسہ دیں لب کو مرے مالک و رضواں دونوں
جاؤں عرصات میں جب خائف و نادم تہی دست
دونوں ہاتھوں میں ہوں ان دونوں کے داماں دونوں"

(کلیات شیخ الہند، ص ۷ا مطبوعہ مکتبہ محمودیہ، لاہور)

جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف فرمائیں کہ گنگوہی و نانوتوی کا نام لینا اور دامن تھامنا کیوں کر نفع بخش ہوگا؟ جواب کا انتظار رہے گا۔

❖ پارٹ ۲ صفحہ ۱۹ پر جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف اپنے امام اسماعیل دہلوی بالا کوٹی کی کتاب "صراط مستقیم" سے ایک عبارت نقل کر کے اس کی وضاحت کرتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ اس گندی عبارت کو صوفیانہ ٹرمنالوجی سے نہایت پاک عبارت ثابت کردیں۔ اصل عبارت اور اس کا جواب ملاحظہ ہو۔

تقویۃ الایمان کے مصنف اسمٰعیل دہلوی بالاکوٹی نے اپنی کتاب "صراط مستقیم" کے ص ۸۶ (مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۰۸ھ) پر بعنوان "فصل سوم در ذکر مخلات عبادات تفصیلا وطرق معالجات آں" کے تحت لکھا ہے:

"بمقتضائے ظلمات بعضہا فوق بعض از وسوسہ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر است و صرف ہمت بسوئے شیخ وامثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق درصورت گاؤ خر خود است کہ خیال آں باتعظیم واجلال بسویداے دل انسان می چسپد بخلاف خیال گاؤ خر کہ نہ آں قدر چسپیدگی می بود نہ تعظیم بلکہ مہان ومحقرمی بود وایں تعظیم واجلال غیر کہ درنماز ملحوظ ومقصود می شود بشرک می کشد......"

(ترجمہ) "بعض ظلمتیں، بعض ظلمتوں پر فوقیت رکھتی ہیں کہ اقتضاء کے مطابق زنا کے وسوسہ سے اپنی بیوی سے مجامعت (ہم بستری) کرنے کا خیال بہتر ہے اور پیر

یا اس کے مثل بزرگوں کی طرف خیال کا چلے جانا بھی، اگرچہ جناب رسالت مآب (ﷺ) ہوں، بہت ہی زیادہ بدتر ہے، اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے، اس لئے کہ ان (بزرگوں) کا خیال تعظیم و بزرگی کے ساتھ آتا ہے اور انسان کے دل سے چپک جاتا ہے، بخلاف بیل اور گدھے کے خیال کے، کہ (اس میں) نہ اس قدر دلچسپی ہوتی ہے نہ تعظیم، بلکہ (ایسا خیال) حقیر و ذلیل ہوتا ہے۔ اور غیر کی یہ تعظیم و بزرگی، جو نماز میں ملحوظ و مقصود ہو جاتی ہے، شرک کی طرف کھینچ لے جاتی ہے۔"

اس ناپاک عبارت میں غور کیجئے! کہ زنا کے وسوسہ سے بیوی کے ساتھ مجامعت کرنے کا خیال لانا تو بہتر ہے لیکن بزرگان دین اور حضور ﷺ کی طرف خیال کا صرف چلے جانا بھی بیل گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے۔ اس عبارت میں بزرگان دین اور حضور نبی کریم ﷺ کی کتنی سخت توہین ہے۔ (العیاذ باللہ)

حضور نبی کریم ﷺ کے خیال کو بیل گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر اس لئے بتایا کہ حضور ﷺ کا خیال چوں کے تعظیم کے ساتھ آتا ہے، اور ان کے مطابق نماز میں رسول کی تعظیم شرک کی طرف کھینچ لے جاتی ہے، چناں چہ عبارت کے یہ الفاظ پیش نظر رہیں کہ "خیال آں با تعظیم و اجلال" دیکھئے ان الفاظ میں ہے کہ ان کا خیال تعظیم و اجلال کے ساتھ آتا ہے اور بیل گدھے کے خیال میں تعظیم نہیں ہوتی، بلکہ تحقیر ہوتی ہے اس لئے وہ اتنا برا نہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اسماعیل دہلوی اور ان کے ماننے والے اسماعیلیوں وہابیوں کی نماز کیسے ہوگی؟ اس لئے کہ نماز میں قرآن شریف پڑھنا فرض ہے اور اگر قرآن شریف کی ایسی آیات یا سورت پڑھیں گے جن میں حضور ﷺ کی تعریف یا توصیف یا اسم مبارک کا ذکر ہوگا تو خیال ضرور آئے گا، خاص کر التحیات میں نبی پاک ﷺ کی خدمت میں ارادہ و انشاء کے ساتھ سلام عرض کیا جاتا ہے اور حضور ﷺ کی رسالت کی شہادت دی جاتی ہے اور پھر حضور ﷺ کی آل پر درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ اس

وقت تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال ضرور آتا ہے، یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کہا جائے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی دی جائے، ان پر درود شریف پڑھا جائے اور ان کا خیال دل میں نہ آئے؟ اب خیال کی دو ہی صورتیں ہیں، تعظیم کے ساتھ آئے یا تحقیر کے ساتھ! اگر تعظیم کے ساتھ آیا تو شرک کی طرف کھنچ گیا، پھر نماز کہاں ہوئی؟ اور اگر حقارت کے ساتھ آیا تو کفر ہوا، پھر کیسی نماز؟ (کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تحقیر یقیناً کفر ہے) اب اس کفر و شرک سے بچنے کے لئے تیسری صورت یہ ہے کہ التحیات ہی نہ پڑھیں، مگر مشکل یہ ہے کہ اس صورت میں بھی نماز ادا نہیں ہوتی۔ اب بتائیے کہ ان دیوبندیوں وہابیوں کی نماز کیسے ہوگی؟ یعنی التحیات پڑھیں تو بھی نہیں ہوتی، نہ پڑھیں تو بھی نہیں ہوتی۔ جب ان کی اپنی ہی نماز نہ ہوئی تو ان کے پیچھے کسی اور کی کب ہوگی؟

خلاصہ یہ ہوا کہ اسماعیل دہلوی بالا کوٹی کی اس عبارت کی بناء پر نماز تو کسی دیوبندی وہابی کی ہوگی ہی نہیں، ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ التحیات نہ پڑھنے کی صورت میں یہ دیوبندی وہابی شاید کفر و شرک سے بچ جائیں، چاہے نماز ہو یا نہ ہو۔ (لَا حَولَ وَلَا قُوۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ العَلِی العَظِیم) یہ بلا شبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین ہی کا وبال ہے کہ یہ لوگ نماز ہی سے محروم ہوگئے۔

دوسرا رخ بھی ملاحظہ ہو۔

دیوبندی عالم عبدالماجد دریابادی نے جناب اشرفعلی تھانوی کو اپنے خط میں لکھا کہ:
"نماز میں جی نہ لگنے کا مرض بہت پرانا ہے، لیکن کبھی یہ تجربہ ہوا ہے کہ عین حالت نماز میں جب کبھی بجائے اپنے، جناب (تھانوی) کو یا......کو نماز پڑھتے فرض کرلیا، تو اتنی دیر تک نماز میں دل لگ گیا، لیکن مصیبت یہ ہے کہ خود یہ تصور بھی عرصہ تک قائم نہیں رہتا، بہر حال اگر یہ عمل محمود ہو تو تصویب فرمائی جائے، ورنہ آئندہ احتیاط رکھوں۔"

(تھانوی صاحب کا) جواب ملا: "محمود ہے" جب دوسروں کو اطلاع نہ ہو، ورنہ سمِ

قاتل ہے۔'' (حکیم الامت، ص ۶۳، ۶۴)

اشرف العلوم، بابت ماہ رمضان ۱۳۵۵ھ، ص ۸۴ (بعنوان ''الکلام الحسن'' مطبوعہ کتب خانہ امداد الغرباء، سہارن پور) میں ہے: ''کسی نے خط میں لکھا کہ اگر آپ (تھانوی) کی صورت کا تصور کرلوں تو نماز میں جی لگتا ہے۔ (تھانوی نے) فرمایا، جائز ہے۔''

قارئین کرام! دیوبندیوں وہابیوں کے بڑے امام اسماعیل دہلوی (قتیل) تو نماز میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف خیال چلے جانے کو کس قدر برا کہتے ہیں اور اسی قتیل دہلوی امام کے نائب، تھانوی صاحب نماز میں اپنے خیال لانے اور رکھنے کو ''محمود (بہت اچھا) اور جائز'' فرمارہے ہیں۔ اب جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف فرمائیں کہ تھانوی صاحب کا خیال نماز میں تعظیم کے ساتھ لایا جائے گا تو آپ کے امام اسماعیل دہلوی بالاکوٹی کے فتوے کے مطابق نماز نہیں ہوگی لہٰذا گائے بیل گدھے کے خیال ہی کی طرح تھانوی صاحب کا خیال جائز ہوگا۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دیوبند اس بارے میں، کہ تھانوی صاحب کا خیال تحقیر کے ساتھ درست ہے؟ اگر علمائے دیوبند یہ فرمائیں کہ ''نہیں ہرگز درست نہیں۔'' تو پھر انہیں مان لینا چاہیے کہ ان کے امام اسماعیل دہلوی بالاکوٹی کی عبارات کفریہ اور غلط ہیں۔ اور اگر آپ اپنے اسماعیل دہلوی صاحب کو درست قرار دیں تو پھر تھانوی صاحب کے بارے میں کیا فتوٰی ہوگا؟

عبد الماجد دریا بادی اور اشرف العلوم کے حوالے سے اشرفعلی تھانوی کی ان مذکورہ عبارات پر مزید تبصرہ کا حق اس وقت تک محفوظ رکھتا ہوں کہ جب تک کہ علمائے دیوبند کا جواب مجھے مل جائے۔

❖ محترم قارئین! جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف کی ایک سیاہ کاری اور ملاحظہ ہو۔ قرآنی آیت وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ کا ترجمہ، پارٹ ۲ کے ص ۱۱ پر یوں لکھا ہے:

"Wa maa arsalnaaka illa rahmatal-lil-Aalameen"

(verse 107 Surah 21)

" And we sent thee not save as a mercy for the peoples"

کیا یہ ظلم نہیں؟ قرآن کریم کے الفاظ کا صحیح ترجمہ کرنے کی بجائے غلط ترجمہ کرنا، قرآن میں تحریف کرنا نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ ظلم اسی کو ہی کہتے ہیں۔ عالمین (WORLDS) کا ترجمہ، لوگ (PEOPLES) کیا جا رہا ہے۔ دو ہی باتیں ہو سکتی ہیں ایک تو یہ کہ یہ دیوبندی وہابی، علم سے بے بہرہ ہیں، دوسری یہ کہ یہ دیوبندی وہابی علماء، قرآن کو بدل رہے ہیں۔ جب تک یہ خود کو علماء کہتے ہیں تو اپنے علم کا انکار تو کر نہیں سکتے۔ ظاہر سی بات ہے کہ پھر قرآن ہی کو بدل رہے ہیں۔ اللہ ہمیں ایسے ظالموں سے اپنی پناہ میں رکھے۔

جوہانس برگ سے بریلی، پارٹ ۲ کے ص ۱۱، ۱۲ پر گنگوہی علیہ ماعلیہ کی عبارت کے بارے میں جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف نے CLARIFICATION کے تحت جو کچھ لکھا ہے، اس سے گنگوہی پر ہمارے اعتراض کو اور تقویت مل گئی۔ یہ مصنف وضاحت کر کے اپنے گنگوہی صاحب کو بچانا چاہتا تھا مگر وہ خود تو ڈوبے ہی تھے جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف کو بھی لے ڈوبے۔

قارئین ملاحظہ فرمایئے۔ گنگوہی صاحب کی اصل عبارت اور اس کا جواب۔ گنگوہی فرماتے ہیں:

''لفظ رحمۃ للعالمین صفتِ خاصہ رسول اللہ ﷺ کی نہیں ہے بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء اور علماء ربانیین بھی موجبِ رحمت عالم ہوتے ہیں اگرچہ جناب رسول اللہ ﷺ سب میں اعلیٰ ہیں لہٰذا اگر دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے۔ فقط بندہ رشید احمد گنگوہی''۔ (فتاویٰ رشیدیہ، حصہ دوم ص ۹، مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ، سنہری مسجد، دہلی۔ تالیفات رشیدیہ، ص ۱۰۴)

اس عبارت میں کتنی صراحت کے ساتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مخصوص صفت ''رحمۃ للعالمین'' کا انکار ہے۔ گنگوہی صاحب نے صاف کہہ دیا ہے کہ

لفظ ''رحمۃ للعالمین'' رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت خاصہ نہیں ہے۔ اور اس میں گنگوہی نے خود شریک ہونے کے لئے کہہ دیا کہ علماء ربانیین کو بھی رحمۃ للعالمین کہنا جائز ہے۔

ہر وہ شخص جس کو عبارت فہمی کا سلیقہ ہے وہ خوب جانتا ہے کہ فتاویٰ رشیدیہ کی مذکورہ عبارت کے تین جز ہیں۔ دعویٰ، دلیل، تفریع ''لفظ رحمۃ للعالمین صفتِ خاصہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہیں'' دعوٰی ہے۔ ''بلکہ دیگر اولیاء وانبیاء اور علماء ربانیین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں اگرچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں'' یہ دلیل ہے۔ ''لہٰذا اگر دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے'' یہ تفریع ہے۔ (تفریع: شاخ نکالنا)

گنگوہی صاحب کا یہ کلام صراحۃً پکار رہا ہے کہ ''رحمۃ للعالمین'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخصوص صفت نہیں بلکہ علمائے ربانیین کو بھی رحمۃ للعالمین کہنا جائز ہے۔ رہی ''بتاویل'' کی قید، تو یہ گنگوہی صاحب نے عام لوگوں کو پھنسانے کے لئے ایک آڑ بنائی ہے، ورنہ دلیل اگرچہ مثبت مدعا نہیں مگر ان گنگوہی صاحب کا مقصود تو صفتِ خاصہ ہی اڑانا ہے۔

اب دیوبندیوں وہابیوں سے پوچھئے کہ ان کے نزدیک علمائے ربانیین کون ہیں؟ کیا سنّی (بریلوی) ہیں؟ یا غیر مقلد ہیں، یا شیعہ ہیں؟ ظاہر ہے کہ بریلویوں کو یہ بدعتی کہتے ہیں۔ غیر مقلدوں اور شیعوں کو گمراہ و کافر کہتے ہیں اور (دیوبندی وہابی) خود اپنے آپ کو علمائے حق اور علمائے ربانیین کہتے ہیں۔ تو ان کا مطلب یہی ہوا کہ دیوبندیوں وہابیوں کو بھی رحمۃ للعالمین کہو مگر تاویل یہ کرلو کہ حضور بڑے رحمۃ للعالمین ہیں اور دیوبند کے ملاں چھوٹے رحمۃ للعالمین، جیسا کہ اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ ''حضور ہمارے بڑے بھائی ہیں۔'' (معاذ اللہ)

قارئین کرام! خوب جان لیجئے کہ دیوبندیوں وہابیوں کا سب سے بڑا مقصد ہی یہی ہے کہ انبیاء اور اولیاء خصوصا حضور سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تمام

خصوصیتیں اُڑا دو اور انکار کردو، کیوں کہ جب تک خصوصیت کا انکار نہیں کرو گے، اس وقت تک برابری اور ہمسری نہ ہو سکے گی، چناں چہ (شرک فی الرسالت) ہم سری اور برابری کرنے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخصوص صفت رحمۃ للعالمین میں شریک ہونے کے لئے انہوں نے کہہ دیا کہ ''اگر اس لفظ کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے اگرچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں۔'' اور کسی صفت میں اعلیٰ ہونا اسی بات کی دلیل ہے کہ اس صفت میں اور بھی شریک ہیں اگر چہ وہ ادنیٰ ہیں۔ گنگوہی کی اس عبارت سے نتیجہ یہی نکلا کہ حضور بڑے رحمۃ للعالمین ہیں اور دیوبند کے ملاں چھوٹے رحمۃ للعالمین۔ (معاذ اللہ)

چناں چہ گنگوہی صاحب نے جب یہ فتوٰی دیا تو ان کے متعلق جناب خلیل احمد انبیٹھوی نے یہ لکھا۔

''کمینہ غلامان خلیل احمد اپنے ملجا و ماویٰ، میزاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیٰ العالمین، غیاث المریدین، غوث المسترشدین، نائب رسول رب العالمین، قطب زمانہ، مجتہد عصرہ دادانہ، حضرت مولائی و مرشدی مولانا مولوی رشید احمد صاحب دام اللہ ظلال برکاتہم علی العالمین ......'' (تذکرۃ الرشید، ص ۱۴۹ ج ۱)

دیکھیئے اس میں گنگوہی صاحب کو ''میزاب **رحمۃ اللہ تعالیٰ علی العالمین**'' (سارے جہانوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے پرنالے) لکھا اور آخر میں لکھا ''دام اللہ ظلال برکاتہم علی العالمین'' (اللہ ان کی برکتوں کے سائے سارے جہانوں پر ہمیشہ رکھے)۔ ان دونوں عبارتوں کا معنی یہ ہوا ''رحمۃ للعالمین، برکات للعالمین''۔ جیسا کہ نائب رسول رب العالمین، کی عبارت میں ''العالمین'' ہے، اسی طرح دونوں عبارتوں میں ''العالمین'' ہے۔ ہر کوئی سمجھ سکتا ہے کہ اس عبارت سے انبیٹھوی صاحب کا مطلب یہی ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ سارے جہانوں کا رب ہے (اس کی ربوبیت سے کوئی چیز خارج نہیں)، اسی طرح گنگوہی صاحب سارے جہانوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکات ٹھہرے۔ (معاذ اللہ) کیا ایسی باتوں کے باوجود ان دیوبندی وہابی تبلیغی علماء کو ''اہل حق''

کہا جا سکتا ہے؟ یہ لوگ ''رحمت''نہیں عالم اسلام کے لئے بہت بڑی ''زحمت'' ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے شر سے اپنی پناہ میں رکھے۔

❖ قارئین محترم! یہ خادم اہل سنت پہلے ہی عرض کر چکا ہے کہ میرے پاس اس موضوع پر اس قدر مواد ہے کہ اسے شائع کرنا چاہوں تو بے شمار کتابیں بن جائیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ ''جوہانس برگ سے بریلی'' کے تین حصے مجھے دیئے گئے۔ ان تینوں حصوں میں کتابچوں کے مصنف کی اتنی جرات بھی نہیں ہوئی کہ وہ اپنا نام ہی لکھ دیتا۔ ان کتابچوں کے مندرجات کا اگر سطر بہ سطر تفصیلی جواب لکھا جائے تو یقیناً ایک بہت ضخیم کتاب بن جائے۔ دیوبندیوں وہابیوں کی طرح ہمیں غیر مسلموں سے دنیاوی مال و زر وغیرہ کی صورت میں امداد بھی نہیں ملتی۔ ہم تو حبیب پروردگار، نبی مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے در کے بھکاری ہیں۔ غیر مسلموں کی امداد سے ہمیں اللہ سبحانہ محفوظ ہی رکھے۔ کہنا یہ ہے کہ بہت ضخیم کتاب کی قوتِ خرید اور فرصت مطالعہ بھی ہر کسی کے پاس نہیں، تاہم اس خادم اہل سنت نے قریباً ہر اعتراض کا جواب پیش کر دیا ہے اور محض رضائے الٰہی اور رضائے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لئے ناموس رسالت اور مذہب حق کا تحفظ ہی میرا نصب العین ہے۔ آرزو یہی ہے زبان و قلم سے تا دمِ آخر گستاخان رسول کا قلع قمع کرتا رہوں اور مخلوق خدا کو ان دینی لٹیروں کی ناپاک سازشوں سے آگاہ کرتا رہوں تاکہ سنّی مسلمان اپنے عقائد کا تحفظ کر سکیں۔

❖ ''جوہانس برگ سے بریلی'' کے تینوں حصوں میں ان کتابچوں کا مصنف یہ ہمت تو ہرگز نہ کر سکا کہ وہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کسی مستقل تصنیف پر کوئی معقول اعتراض کر سکتا۔ اعلیٰ حضرت کی ایک ہزار سے زائد تصانیف ہیں، جن میں علوم و معارف کے موتی بھرے پڑے ہیں، تاہم ان دیوبندی وہابی تبلیغیوں کو محض، تعصب، ضد، ہٹ دھرمی اور حقائق سے چشم پوشی کی وجہ سے بے جا و بے بنیاد اعتراض کا موقع بھی ملا تو صرف ان تحریروں میں، جو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی کے بارے میں دوسروں نے لکھی ہیں۔ جب کہ ہم اہل سنت و جماعت (فرقہ

ناجیہ) کا بجا طور پر اعتراض، دیوبندیوں وہابیوں کے ان بڑے علماء کی اصل تحریروں پر ہے، جو دیوبندی وہابی ازم کی بنیاد ہیں اور جن کتابوں کو یہ دیوبندی وہابی غالبًا، قرآن وحدیث سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں اور ان ہی کتابوں کی غلط اور کفریہ عبارتوں کی تبلیغ واشاعت میں اپنی تمام عمر اور تمام توانائیاں ضائع کرتے ہیں۔

❖ قارئین کرام! آپ کی معلومات کے لئے علمائے دیوبند کی کچھ کتابوں سے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں۔ (☆) صرف اس لئے کہ آپ بخوبی جان لیں کہ اللہ کے پیاروں کے خلاف بکواس کرنے والے ان دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں کے خود اپنے ذوق اور ذہن کا کیا حال ہے۔ یہ لوگ خود کو شریعت وسنت کا پابند کہتے ہیں اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ان کے سوا باقی تمام سچے مسلمان سب غلط ہیں۔

دیوبندیوں وہابیوں کی طرح اصل عبارات کو توڑ مروڑ کر نہیں، بلکہ من وعن پیش کر رہا ہوں اور ان عبارات پر خود کوئی Clarification or Comments (تبصرہ یا وضاحت) نہیں کر رہا بلکہ قارئین خود ہی جان لیں گے کہ ایسی سوچ رکھنے والے علمائے دیوبند اور ان کے دیوبندی وہابی ازم کی اصلیت کیا ہے؟

۞ ''تذکرہ مشائخ دیوبند'' ص۹۶ (مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز، تاجران کتب، کراچی) کے حاشیہ کی ایک عبارت ملاحظہ فرمایئے: ''امی بی حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب وحضرت مولانا محمد الیاس صاحب کی نانی ہوتی ہیں، نہایت عابد وزاہد خاتون تھیں۔ جس وقت انتقال ہوا تو ان کپڑوں میں جن میں آپ (امی بی) کا پاخانہ لگ گیا تھا، عجیب وغریب مہک تھی کہ آج تک کسی نے ایسی خوش بو نہیں سونگھی۔''

۞ تذکرۃ الرشید، ص ۴۶ ج ۱ عاشق الٰہی میرٹھی اور امداد المشتاق (مطبوعہ تھانہ بھون) کے ص ۷، پر دیوبندی عالم اشرفعلی تھانوی صاحب اپنے پیر ومرشد کی شان

(☆) انشاء اللہ اپنی آئندہ تحریر میں مزید بہت سی ایسی عبارتیں ہدیہ قارئین کروں گا۔

بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''ایک دن اعلیٰ حضرت (☆) (حاجی امداداللہ صاحب) نے خواب دیکھا کہ آپ کی (شیعہ) بھاوج آپ کے مہمانوں کا کھانا پکا رہی ہیں کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے اور آپ کی بھاوج سے فرمایا کہ: ''اٹھ تو اس قابل نہیں کہ امداداللہ کے مہمانوں کا کھانا پکائے۔ اس کے مہمان علماء ہیں اس کے مہمانوں کا کھانا میں پکاؤں گا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جن علمائے دیوبند کا (العیاذ باللہ) باورچی (COOK) کہا گیا ہے ان میں سرفہرست جناب رشید احمد گنگوہی ہیں۔ ذرا ان گنگوہی صاحب کا احوال ملاحظہ ہو۔ گنگوہی صاحب فرماتے ہیں: ''میں نے ایک بار خواب دیکھا تھا کہ مولوی محمد قاسم صاحب (نانوتوی)، عروس (دلہن) کی صورت میں ہیں اور میرا ان سے نکاح ہوا ہے، سو جس طرح زن و شوہر میں ایک کو دوسرے سے فائدہ پہنچتا ہے اسی طرح مجھے ان سے اور انہیں مجھ سے فائدہ پہنچا ہے۔ انہوں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کر کے ہمیں مرید کرایا اور ہم نے حضرت سے سفارش کر کے انہیں مرید کرا دیا۔ حکیم محمد صدیق صاحب کاندھلوی نے کہا الرجال قوامون علی النساء۔ آپ (گنگوہی) نے فرمایا ہاں! آخر ان (نانوتوی) کے بچوں کی تربیت کرتا ہی ہوں۔'' (ص ۲۸۹، تذکرہ الرشید، ج ۲، مطبوعہ ادارہ اسلامیات، لاہور)

''حضرت (گنگوہی) نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری زبان سے غلط نہیں نکلوائے گا۔'' (ارواح ثلاثہ، ص ۲۶۶، مطبوعہ دارالاشاعت، کراچی)

(☆) دیوبندی وہابی ٹولہ بہت شور مچاتا ہے کہ مولانا شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کو ''اعلیٰ حضرت'' کہا جاتا ہے اور ایسا کہنا غلط ہے لیکن تھانوی صاحب اپنے پیر حاجی امداداللہ صاحب کو ''اعلیٰ حضرت''، لکھیں تو دیوبندی وہابی، عدل و انصاف اور اصول و قواعد بھول جاتے ہیں اور اپنے لئے سب کچھ صحیح و جائز سمجھتے ہیں۔

چناں چہ ان کا ''حق'' ملاحظہ ہو۔ یہی گنگوہی صاحب فرماتے ہیں: ''(ہندوؤں کے پیشوا) رام اور کنہیا اچھے لوگ تھے، پچھلوں نے کیا کا کیا بنا دیا۔'' (ص ۲۸۷، تذکرہ الرشید، ج ۲)

مزید ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں: ''اکثر بزرگ پوشیدہ ہو کر خلقت کو راہ ہدایت پر لاتے ہیں، اسی طرح بابا نانک (سکھوں کے پیشوا) بھی مسلمان تھے اور پوشیدہ ہو کر ہدایت کرتے تھے۔'' (تذکرۃ الرشید، ص ۲۳۸، ج ۲)

یہی گنگوہی صاحب فرماتے ہیں کہ: ''مدرسہ دیوبند اللہ کا ہے۔'' (ارواح ثلاثہ، ص ۲۸۱)

اشرفعلی تھانوی صاحب کی اسی کتاب ارواح ثلاثہ کے ص ۳۸۳، ۳۸۴ پر ہے کہ: ''یکا یک میں نے دیکھا کہ آسمان سے ایک تخت اتر رہا ہے اور اس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں اور خلفاء اربعہ ہر چہار کونوں پر موجود ہیں، وہ تخت اترتے اترتے بالکل میرے قریب آکر مسجد میں ٹھہر گیا اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خلفائے اربعہ میں سے ایک سے فرمایا کہ بھائی ذرا مولانا محمد قاسم (نانوتوی) کو بلا لو۔ وہ (خلیفہ) تشریف لے گئے اور مولانا (نانوتوی) کو لے کر آ گئے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مولانا مدرسہ (دیوبند) کا حساب لائیے۔ (نانوتوی نے) عرض کیا، حضرت حاضر ہے۔ اور یہ کہہ کر حساب بتلانا شروع کیا اور ایک ایک پائی کا حساب دیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی اور مسرت کی اس وقت کوئی انتہا نہ تھی، بہت ہی خوش ہوئے اور فرمایا کہ اچھا مولانا، اب (ہمیں) اجازت ہے؟ حضرت (نانوتوی) نے عرض کیا جو مرضی مبارک ہو، اس کے بعد وہ تخت آسمان کی طرف عروج کرتا ہوا نظروں سے غائب ہو گیا۔''

گنگوہی صاحب نے مدرسہ دیوبند کو اللہ کا مدرسہ کہا اور تھانوی صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اس مدرسہ کا حساب دیکھنے کے لئے آسمانوں سے آنا بیان کر دیا۔ اس کے بعد دارالعلوم دیوبند کے شاگردوں کے بارے میں بھی دارالعلوم

دیوبند کے پہلے صدر مدرس جناب محمد یعقوب کا ایک ارشاد تھانوی صاحب کی زبانی ملاحظہ ہو۔ جناب محمد یعقوب فرماتے ہیں:

''مجھ سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ اس مدرسہ (دیوبند) کا پڑھا ہوا کوئی آدمی دس روپے سے کم کا ملازم نہ ہوگا۔'' (ص ۲۱۴، تھانوی صاحب کے پسندیدہ واقعات، مصنفہ ابو الحسن اعظمی، مطبوعہ دارالاشاعت، کراچی)

لگے ہاتھوں ذرا دیوبند شہر کے بارے میں بھی سن لیجئے، جناب محمد انور کشمیری کے حالات پر لکھی جانے والی عبدالرحمٰن کوندوی کی کتاب ''الانور'' (مطبوعہ ندوۃ المصنفین، دہلی، ۱۹۷۸ء) کے ص ۲ پر ضیاء الرحمٰن ضیاء کا یہ شعر موجود ہے، فرماتے ہیں: ؎

''اے خوشا دیوبند، جلوہ زار حسن عالماں
مکّہ ہندی، زیارت گاہ ارباب دلاں''

دیوبند کا مدرسہ اللہ کا بتایا اور اس کا حساب دیکھنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو لایا گیا، شاگردوں کے لئے اللہ سے ملازمت کا وعدہ لیا گیا اور دیوبند شہر کو ہندوستان کا مکہ بتایا گیا اور اس کے باوجود اسی دارالعلوم دیوبند کے صد سالہ جشن کا افتتاح اور صدارت، اللہ کی دشمن مشرکہ عورت (اندرا گاندھی) سے کروائی گئی، ظاہر ہے کہ ایسی واہی تباہی کا نتیجہ کچھ یہی ہونا تھا۔

(واضح رہے کہ یہ خادم اہل سنت، اپنی کتاب دیوبند سے بریلی میں ''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا علمائے دیوبند سے اردو زبان سیکھنا، دیوبندیوں کی روایت کے مطابق نقل کر چکا ہے اور یہ بھی نقل کر چکا ہے کہ وہابیوں دیوبندیوں کے امام اسمٰعیل دہلوی بالاکوٹی کے مطابق ''نبی کو کوئی اختیار نہیں'' اور یہ بھی کہ ''نبی کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں'' اور یہ بھی کہ ''نبی مر کر مٹی میں مل گئے'' اور یہ بھی کہ ''نبی کو اپنے انجام کی کچھ خبر نہیں)۔'' (العیاذ باللہ)

۞ عاشق الٰہی میرٹھی صاحب جب رشید احمد صاحب گنگوہی کی سوانح عمری لکھ رہے تھے تو ایک صاحب نے خواب دیکھا کہ ''رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سوانح

لکھی جارہی ہے‘‘ اور خود گنگوہی صاحب نے سوانح نگار کو خواب میں آ کر فرمایا کہ ’’کیا میری سوانح لکھ رہے ہو؟‘‘ (تذکرہ الرشید، ص ۸ ج ۱)

اسی کتاب کی جلد دوم میں ص ۱۲۷ اور ص ۱۵۲ پر گنگوہی صاحب کے پاس رہ کر ذکر کرنے والوں کو ’’اہلِ صفہ‘‘ کہا گیا ہے۔

(قارئین بخوبی جانتے ہوں گے کہ ’’اہلِ صفہ یا اصحاب صفہ‘‘ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے چند خاص صحابہ کرام کی جماعت کو کہا جاتا ہے۔)

اسی کتاب کے ص ۲۴۲، ج ۲ پر ہے:

’’(گنگوہی نے) ’’ایک بار ارشاد فرمایا کہ ضامن علی جلال آبادی کی سہارن پور میں بہت رنڈیاں مرید تھیں۔ ایک بار یہ سہارن پور میں کسی رنڈی کے مکان پر ٹھہرے ہوئے تھے سب مریدنیاں اپنے میاں صاحب کی زیارت کے لئے حاضر ہوئیں مگر ایک رنڈی نہیں آئی، میاں صاحب بولے کہ فلانی کیوں نہیں آئی، رنڈیوں نے جواب دیا، میاں صاحب ہم نے اس سے بہتیرا کہا کہ چل میاں صاحب کی زیارت کو اس نے کہا، میں بہت گناہ گار ہوں اور بہت روسیاہ ہوں، میاں صاحب کو کیا منہ دکھاؤں، میں زیارت کے قابل نہیں، میاں صاحب نے کہا نہیں جی، تم اسے ہمارے پاس ضرور لانا، چناں چہ رنڈیاں اسے لے کر آئیں، جب وہ سامنے آئی تو میاں صاحب نے پوچھا ’’بی تم کیوں نہیں آئی تھیں؟‘‘ اس نے کہا حضرت روسیاہی کی وجہ سے زیارت کو آتی ہوئی شرماتی ہوں۔ میاں صاحب بولے ’’بی تم شرماتی کیوں ہو، کرنے والا کون اور کرانے والا کون، وہ تو وہی ہے۔‘‘ رنڈی یہ سن کر آگ ہوگئی اور خفا ہو کر کہا ’’لَا حَولَ وَلاَ قُوۃ، اگر چہ میں رُوسیاہ و گنہ گار ہوں، مگر ایسے پیر کے منہ پر پیشاب بھی نہیں کرتی۔‘‘ میاں صاحب تو شرمندہ ہو کر سرنگوں رہ گئے اور وہ اٹھ کر چل دی۔‘‘

اسی صفحے پر ہے کہ گنگوہی صاحب نے انہی ضامن علی جلال آبادی کے بارے میں مسکرا کر ارشاد فرمایا کہ: ’’ضامن علی جلال آبادی تو توحید ہی میں غرق تھے۔‘‘

یہ بھی ملاحظہ ہو: ’’ایک بار بھرے مجمع میں حضرت (گنگوہی) کی کسی تقریر پر ایک

نوعمر دیہاتی بے تکلف پوچھ بیٹھا کہ حضرت جی عورت کی شرم گاہ کیسی ہوتی ہے؟ اللہ رے تعلیم، سب حاضرین نے گردنیں نیچے جھکالیں مگر آپ (گنگوہی) مطلق چیں بہ جبیں نہ ہوئے بلکہ بے ساختہ فرمایا" جیسے گیہوں کا دانہ۔" (تذکرۃ الرشید، ص ۱۰۰، ج ۲)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رشید احمد گنگوہی کے طریقہ پر تھے، چناں چہ ملاحظہ ہو" ایک روز مجمع کثیر میں آپ (گنگوہی) نے یہ الفاظ فرمائے کہ" بھائیو ایک بات کہتا ہوں اور یا اللہ تو خوب جانتا ہے کہ کیوں کہتا ہوں...... وہ یہ کہ یہ جو میرا طریقہ ہے بعینہٖ یہی صحابہ رضی اللہ عنہم کا طریق ہے اس پر ثابت قدم رہنا اور اس کو ہاتھ سے نہ دینا۔" (تذکرۃ الرشید، ص ۳۴ ج ۲)

عاشق الہٰی میرٹھی صاحب مذکورہ الفاظ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ گنگوہی صاحب کا یہ فرمانا" فخر کے لئے نہیں تھا بلکہ اظہار حق مطلوب تھا۔"

❖ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو محض بشر اور اپنے جیسا عام بشر سمجھنے والے دیوبندی وہابی اپنے رشید احمد گنگوہی کو اور دوسرے بڑوں کو، بشر نہیں سمجھتے، چناں ملاحظہ ہو:

" ہر اہل بصیرت صاحب ذوق سلیم، رات دن کے چوبیں گھنٹوں میں جس وقت بھی آپ (گنگوہی) کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ (گنگوہی) کے کمال حسن سیرت کا معترف وشیدا ہوکر بے اختیار پکار اٹھا کہ" **مَاھٰذا بَشَرا اِنْ ھٰذا اِلَّا مَلَکٌ کَرِیم**" (یہ ہرگز بشر نہیں یہ تو معزز فرشتہ ہے)۔ (تذکرۃ الرشید، ص ۶۰ ج ۲)

(قارئین جانتے ہوں گے کہ یہ قرآنی آیت حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں ہے اور اس کا پورا واقعہ کیا ہے۔)

مزید ملاحظہ ہو۔" مولانا رفیع الدین فرماتے تھے کہ:" میں پچیس (۲۵) برس حضرت مولانا (محمد قاسم) نانوتوی کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور کبھی بلا وضو نہیں گیا۔ میں نے انسانیت سے بالا درجہ ان کا دیکھا۔ وہ شخص (نانوتوی) ایک فرشتہ مقرب تھا جو انسانوں میں ظاہر کیا گیا۔" (ارواح ثلاثہ، ص ۲۲۰)

ذرا انسانیت سے بالا درجہ والے نانوتوی صاحب کا حال ملاحظہ ہو، وہ روزہ دار کا

روزہ باقی نہیں رہنے دیتے تھے، بلکہ روزہ توڑنے پر ثواب کی خوش خبری سناتے تھے۔

اسی کتاب ارواح ثلاثہ کے ص ۲۹۸، ۲۹۹ پر ہے: ”حضرت مولانا رفیع الدین صاحب فرماتے تھے کہ میں نے کبھی حضرت نانوتوی کے خلاف نہیں کیا۔ ایک دن میں چھتہ کی مسجد میں حاضر ہوا۔ حضرت (نانوتوی) احاطہ مسجد میں ہولے بھنے ہوئے تناول فرما رہے تھے۔ (نانوتوی نے) فرمایا کہ آیئے مولانا (کھایئے)۔ میں (رفیع الدین) نے عرض کیا حضرت میرا تو روزہ ہے۔ تھوڑی دیر تامل فرما کر پھر یہی فرمایا کہ آیئے مولانا (کھایئے)۔ میں (رفیع الدین) فوراً بلا تامل کھانے بیٹھ گیا، حالاں کہ عصر کی نماز ہو چکی تھی، افطار کا وقت قریب تھا۔ حضرت (نانوتوی) نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ اس سے زائد آپ کو ثواب عطا فرمائے گا جتنا کہ روزہ میں ہوتا۔“ چناں چہ مجھے اس (قبل از وقت) افطار کے بعد کچھ ایسی کیفیات ولذات محسوس ہوئیں کہ میں نے کبھی صوم (روزہ) میں نہیں دیکھی تھیں۔“

انسانیت سے بالا درجہ کا معنی بھی ملاحظہ ہو۔ اشرفعلی صاحب تھانوی کی مرتبہ ”ارواح ثلاثہ“، ص ۲۲۱ پر ہے: ”مولانا احمد حسن صاحب...... بڑے معقولی تھے اور کسی کو اس میدان میں اپنا ہم عصر نہیں سمجھتے تھے۔ ایک دن حضرت نانوتوی کا وعظ ہوا اور اتفاق سے سامنے وہی (احمد حسن) تھے اور مخاطب بن گئے اور (ناناتوی کے وعظ میں) معقولات ہی کے مسائل کا رد شروع ہوا۔ وعظ کے بعد انہوں (احمد حسن) نے کہا، اللہ اکبر یہ باتیں (جو نانوتوی نے کیں) کسی انسانی دماغ کی نہیں ہو سکتیں یہ تو خدا ہی کی باتیں ہیں۔“

اسی کتاب ارواح ثلاثہ، ص ۲۴۶ پر ہے کہ: ”مولانا (نانوتوی) بچوں سے ہنستے بولتے بھی تھے اور جلال الدین صاحب زادہ مولانا محمد یعقوب صاحب سے جو اس وقت بالکل بچے تھے، بڑی ہنسی کیا کرتے تھے، کبھی ٹوپی اتارتے، کبھی کمر بند کھول دیتے تھے۔“

❖ قارئین اس عبارت کو نہایت توجہ سے ملاحظہ فرمایئے۔ کیوں کہ اس تحریر میں دیوبندی وہابی عالم عبدالرزاق ملیح آبادی نے اپنے حسین احمد مدنی کو ”مجازاً خدا“ کہا ہے۔ (واضح رہے کہ اس خادم اہل سنت نے ان عبارات پر رائے اور تبصرہ کا حق محفوظ

رکھا ہے۔) الجمعیۃ، دہلی کے ''شیخ الاسلام نمبر'' میں عبدالرزاق ملیح آبادی لکھتے ہیں: ''تم (دیوبندیوں وہابیوں) نے کبھی خدا کو بھی اپنی گلی کوچوں میں چلتے پھرتے دیکھا ہے؟ کبھی خدا کو بھی اس کے عرش عظمت جلال کے نیچے فانی انسانوں سے فروتنی کرتے دیکھا ہے؟ تم کبھی تصور بھی کر سکے کہ رب العالمین اپنی کبریائیوں پر پردہ ڈال کر تمہارے گھروں میں بھی آ کر رہے گا؟ تم سے ہم کلام ہوگا؟ تمہاری خدمتیں کرے گا؟ نہیں، ہرگز نہیں ایسا نہ کبھی ہوا نہ کبھی ہوگا۔ تو پھر کیا میں دیوانہ ہوں، مجذوب ہوں کہ بڑھ ہانک رہا ہوں؟ نہیں بھائیو، یہ بات نہیں ہے۔ سڑی ہوں نہ تو سودائی۔ جو کچھ کہہ رہا ہوں، سچ ہے حق ہے، مگر سمجھ کا ذرا سا پھیر ہے، حقیقت و مجاز کا فرق ہے، محبت کا معاملہ ہے اور محبت میں اشاروں، کنایوں سے ہی کام لینا پڑتا ہے۔ محبت بے پردہ سچائی کو گوارا نہیں کرتی۔ کچھ بند بند، ڈھکی ڈھکی، چھپی چھپی باتیں ہی محبت کو راس آتی ہیں۔'' (ص ۱۱۳، پاکستانی اڈیشن، مطبوعہ مکتبہ مدنیہ، گوجراں والا)

❖ اشرف العلوم سہارن پور بابت ماہ جمادین ۱۳۵۴ھ ص ۳۲ میں ہے کہ کسی نے: ''شاہ اسحاق صاحب کے متعلق دریافت کیا تو (تھانوی صاحب نے) فرمایا، اس وقت تو انسانوں کا قصہ ہو رہا ہے، جب فرشتوں کا ذکر ہوگا ان کے ساتھ ان (شاہ اسحاق) کے متعلق پوچھنا۔'' اور ارواح ثلاثہ کے صفحہ ۶۳ پر ہے: ''مولانا اسحاق صاحب کی نسبت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی صورت میں ایک فرشتہ بھیجا ہے۔''

ارواح ثلاثہ، ص ۱۲۱ پر سید احمد بریلوی صاحب کا ارشاد ہے کہ: ''جس طرف کو میں نکل جاتا ہوں وہاں کے درخت اور جانور تک مجھے پہچانتے اور سلام کرتے ہیں۔''

مزید ملاحظہ ہو:

''یہ (حسین احمد مدنی) انسان ہے یا کوئی فرشتہ؟ نہیں نہیں میرا اضدی قلب اس کو بھی تسلیم کرنے پر آمادہ نہ ہوا کہ انوار قدسیہ کا سرچشمہ فرشتہ ہوسکتا ہے۔'' (نذر عقیدت، ص ۵)

جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف فرمائیں کہ اگر ان کے حسین احمد مدنی انسان

بھی نہیں تھے اور فرشتہ بھی نہیں، تو پھر وہ کیا تھے؟ اور یہ بھی بتائیں کہ ''انوارقدسیہ کا سرچشمہ'' کسے کہا جاتا ہے؟

❖ دیوبندی وہابی تبلیغی اپنے تھانوی صاحب کی زبانی اپنے نانوتوی صاحب کا حال بھی ملاحظہ کرلیں۔ ''تحذیرالناس'' میں نانوتوی صاحب نے نبوت کا دروازہ کھولا اور ذیل کی اس عبارت میں نانوتوی صاحب وہ الفاظ اپنے لئے فرمارہے ہیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لئے فرمائے تھے:

''فرمایا کہ ایک مرتبہ مولانا گنگوہی اور مولانا نانوتوی حج بیت اللہ کو تشریف لے گئے۔ مولانا گنگوہی کا تو قدم قدم پر انتظام اور مولانا نانوتوی لاابالی، کہیں کی چیز کہیں پڑی ہے کچھ پرواہ ہی نہیں۔ اس وقت ایک گروہ مولانا گنگوہی کے پاس گیا کہ ہم بھی آپ کے ہمراہ حج کو چلیں گے۔ آپ نے فرمایا زادراہ بھی ہے؟ انہوں نے کہا ایسے ہی توکل پر چلیں گے۔ مولانا (گنگوہی) نے فرمایا جب ہم جہاز کا ٹکٹ لیں گے تو تم منیجر کے سامنے توکل کی پوٹلی رکھ دینا۔ بڑے آئے توکل کرنے، جاؤ اپنا کام کرو۔ پھر ان لوگوں نے مولانا نانوتوی سے کہا تو آپ نے اجازت دے دی۔ ع

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر ست

راستہ میں جو کچھ بھی ملتا وہ سب (نانوتوی) ان لوگوں کو دے دیتے۔ اور ساتھیوں نے کہا کہ حضرت آپ تو سب ہی دے دیتے ہیں، کچھ تو اپنے پاس رکھیے تو فرمایا ''اِنّما انَا قَاسِمٌ وَاللہُ یُعْطِی'' اسی سفر میں مولانا گنگوہی نے مولانا نانوتوی سے فرمایا کہ صبح سے شام تک پھرتے ہی ہو کچھ فکر بھی ہے؟ تو (نانوتوی نے) فرمایا کہ حضرت آپ کے ہوتے ہوئے مجھے کیا فکر ہے۔'' (ص ۲۷۰، ۲۷۱، ارواح ثلاثہ مرتبہ اشرفعلی تھانوی)

تھانوی صاحب (بحوالہ جناب محمد یعقوب، صدر مدرس دارالعلوم دیوبند) فرماتے ہیں: ''بعض صفات میں ہم اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشترک ہیں۔'' (افاضات یومیہ، ص ۶۴ ح ۷، مطبوعہ اشرف المطابع، تھانہ بھون، دسمبر ۱۹۴۱ء)

یہی تھانوی صاحب افاضات یومیہ، ص ۱۰۵ ح ۱ پر فرماتے ہیں کہ جب ان کے پیر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی وفات ہوئی تو رشید احمد صاحب: ''گنگوہی، حضرت حاجی (امداد اللہ صاحب) کی نسبت بار بار'' رحمۃ اللعالمین''فرماتے تھے۔''

ارواح ثلاثہ، ص ۳۹۸ پر اشرفعلی تھانوی صاحب حاجی امداد اللہ صاحب کے بارے میں وہی الفاظ فرما رہے ہیں جو شاعر نے رسول اللہ ﷺ کی خصوصیات کے لئے کہے ہیں۔ تھانوی صاحب فرماتے ہیں:

''اس موقع پر حضرت (حاجی امداد اللہ) کی جامعیت پر یہی کہنے کو جی چاہتا ہے۔

آں چہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری''

(قارئین جانتے ہیں کہ پہلا مصرع یوں ہے ع

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری

اور یہ شعر مدح رسول اللہ ﷺ میں ہے۔ تذکرہ مشائخ دیوبند ص ۱۳۹ پر یہی مکمل شعر گنگوہی صاحب کے لئے مفتی عزیز الرحمٰن نے لکھا ہے)

اسی کتاب ارواح ثلاثہ ص ۳۷۷ پر ہے کہ: ''حاجی (امداد اللہ) صاحب علی وقت تھے، اور حق ان کا تابع۔''

❖ ان ہی اشرفعلی صاحب کی وفات پر عبد الماجد دریابادی اپنی کتاب'' حکیم الامت'' کے ص ۵۹۵ پر لکھتے ہیں کہ: ''ہم بدبخت (دیوبندی وہابی) ایسی نعمت کے اہل ہی کب تھے؟ حیرت اس پر نہیں، کہ یہ نعمت عظمیٰ (تھانوی) اپنے وقت پر واپس لے لی گئی، حیرت اس پر ہے کہ اتنے دنوں ہم میں رہی کیسے؟

تو بہار عالم دیگری زکجا بہ ایں چمن آمدی

مصرع سنا جا رہا تھا، علیٰ مصداق اسی (تھانوی کی) ذات اقدس میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔''

❖ یہ وہی اشرفعلی تھانوی صاحب ہیں جنہیں جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف اور دیوبندی وہابی ازم کے پیروکار، ''متبع سنت، مجدد ملت، حکیم الامت اور حجۃ اللہ فی الارض'' اور جانے کیا کیا کہتے ہیں۔ یہی نام نہاد متبع سنت تھانوی صاحب، اتباعِ سنت میں کیسے

تھے؟ خود فرماتے ہیں:

''میں دروازے پر کھڑے ہو کر یا راستے میں چلتے ہوئے کسی چیز کے کھانے سے پرہیز نہیں کرتا اگر کبھی اسلامی سلطنت ہو جائے تو زائد سے زائد میری شہادت قبول نہ ہو گی۔'' (افاضات یومیہ، ص ۴۱ ج ۴، مطبوعہ اشرف المطابع، تھانہ بھون)

فرماتے ہیں: (میں) ''دعوت اور ہدیہ میں حلال وحرام کو زیادہ نہیں دیکھتا کیوں کہ میں متقی نہیں ہوں۔ بس جو فتوی فقہی کی رُو سے جائز ہوا سے جائز سمجھتا ہوں۔'' (کمالات اشرفیہ، ص ۳۶۹ مطبوعہ مکتبہ تھانوی، دفتر الابقاء، کراچی)

خود انہیں اشرفعلی تھانوی صاحب کا اپنا احوال ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں: ''ایک روز ایسا ہوا کہ (تھانوی کے) بھائی پیشاب کر رہے تھے میں (تھانوی) نے ان کے سر پر پیشاب کرنا شروع کر دیا۔'' (افاضات یومیہ، ص ۴۷ ج ۲ ج ۴)

یہی تھانوی صاحب فرماتے ہیں۔ ''ایک صاحب تھے سیکری کے ہماری سوتیلی والدہ کے بھائی، بہت ہی نیک اور سادہ آدمی تھے۔ والد صاحب نے ان کو ٹھیکہ کے کام پر رکھ چھوڑا تھا۔ ایک مرتبہ کمسریٹ سے گرمی میں بھوکے پیاسے پریشان گھر آئے اور کھانا نکال کر کھانے میں مشغول ہوئے۔ گھر کے سامنے بازار ہے۔ میں (تھانوی) نے سڑک پر سے ایک کتے کا پِلّہ چھوٹا سا پکڑ کر گھر لا کر ان کی دال کی رکابی میں رکھ دیا۔ بے چارے روٹی چھوڑ کر کھڑے ہو گئے اور کچھ نہیں کہا۔'' (افاضات یومیہ، ص ۷۳ ج ۲ ج ۴)

یہی تھانوی صاحب فرماتے ہیں: ''میں (تھانوی) ایک مرتبہ میرٹھ میں نو چندی (لڑکیوں کا رقص وتماشا) دیکھنے گیا۔ شیخ الٰہی بخش صاحب کے یہاں والد صاحب ملازم تھے، میاں الٰہی بخش صاحب کے برادر زادہ شیخ غلام محی الدین نے مجھ سے دریافت کیا کہ مولوی صاحب! نوچندی میں جانا کیسا ہے؟ میں (تھانوی) نے کہا جو مقتدا بننے والا ہو اس کو جانا، جائز ہے۔ اس لئے کہ اگر وہ کسی کو منع کرے گا اور اس پر یہ سوال کیا جائے گا کہ اس (برے کام) میں کیا خرابی ہے؟ تو اپنی آنکھ سے دیکھی ہوئی وہی خرابیوں کو بے دھڑک بیان تو کر سکے گا۔ یہ سن کر وہ (غلام محی الدین) بہت ہنسے کہ بھائی! مولوی لوگ

اگر گناہ بھی کریں تو اس کو دین بنا لیتے ہیں۔'' (افاضات یومیہ، ص ۴۴۰ ج ۵)

تھانوی صاحب فرماتے ہیں: ''ایک شخص ایک عورت کو لے کر ایک مکان میں اپنا منہ کالا (زنا) کر رہا تھا، اتفاق سے اور بھی مسافر آ گئے، ان کو بھی ٹھیرنے کے لئے مکان کی ضرورت تھی، اس نے اس مکان کی اندر سے کنڈی لگا رکھی تھی، ان لوگوں نے دستک دی تو آپ اندر سے کہتا ہے کہ میاں یہاں جگہ کہاں، یہاں خود ہی آدمی پر آدمی پڑا ہے۔ دیکھ لیجئے کیسا سچا آدمی تھا، جھوٹ نہیں بولا، کیسی ذہانت کا جواب دیا۔'' (افاضات یومیہ، ص ۵۷۰ ج ۴)

دیوبندی ازم کے پیروکار ذرا توجہ سے اپنے گرو جی کے یہ الفاظ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

اشرفعلی تھانوی صاحب فرماتے ہیں:

''عوام کے عقیدہ کی بالکل ایسی حالت ہے کہ جیسے گدھے کا عضوِ مخصوص، بڑھے تو بڑھتا ہی چلا جائے اور جب غائب ہو تو بالکل پتہ ہی نہیں۔'' (افاضات یومیہ، ص ۷ ج ۴، مطبوعہ اشرف المطابع، تھانہ بھون، رسالہ المبلغ نمبر ۶، ج ۹ بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ)

انہی تھانوی صاحب کے بارے میں اشرف السوانح کے مرتب ص ۹۶ ج ۱، پر فرماتے ہیں:

''آفاق ہا گردیدہ ام مہرِ بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری''

ایک اور مقام پر خود تھانوی صاحب فرماتے ہیں: ''حضرت حاجی (امداد اللہ) صاحب کی عجیب حالت تھی۔'' اس جملے کے بعد (ان کی مدح میں) تھانوی نے امیر خسرو کا یہی شعر نقل کیا ہے (مقالات حکمت و مجادلات معدلت، ص ۳۶۶، مطبوعہ ادارہ تالیفات، اشرفیہ، لاہور، ۱۹۷۷ء) اور تذکرہ مشائخ دیوبند، ص ۱۳۸ پر یہی شعر مفتی عزیز الرحمٰن نے رشید احمد گنگوہی کے لئے نقل کیا ہے۔ (واضح رہے کہ یہ شعر حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور انہوں نے کس کے لئے کہا ہے، قارئین ضرور جانتے

ہوں گے)

دیوبندی ازم کے اس بہت بڑے پیشوا تھانوی کی گندی ذہنیت کا حال خود اس کے اپنے قلم سے ملاحظہ فرمائیے۔

''ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر (تھانوی) کے گھر حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) آنے والی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا۔ میرا ذہن معاً اس طرف منتقل ہوا کہ کم سن عورت ہاتھ آئے گی۔'' (رسالہ الامداد، صفر ۱۳۳۵ھ)

اشرف السوانح کے مرتّب خواجہ عزیز الحسن ج ۲ ص ۳۰ پر فرماتے ہیں ''ایک بار عشق و محبت کے جوش میں حضرت والا (تھانوی) سے بہت جھجکتے اور شرماتے ہوئے دبی زبان سے عرض کیا کہ حضرت ایک بہت ہی بے ہودہ خیال دل میں بار بار آتا ہے، جس کو ظاہر کرتے ہوئے بھی نہایت شرم دامن گیر ہوتی ہے اور جرأت نہیں پڑتی۔ حضرتِ والا (تھانوی) اس وقت نماز کے لئے اپنی سہ دری سے اٹھ کر مسجد کے اندر تشریف لے جا رہے تھے۔ (تھانوی نے) فرمایا کہئے کہئے۔ احقر نے نہایت شرم سے سر جھکائے ہوئے عرض کیا کہ میرے دل میں بار بار یہ خیال آتا ہے کہ کاش میں عورت ہوتا حضور (تھانوی) کے نکاح میں۔ اس اظہار محبت پر حضرتِ والا (تھانوی) غایت درجہ مسرور ہو کر بے اختیار ہنسنے لگے اور یہ فرماتے ہوئے مسجد کے اندر تشریف لے گئے۔ یہ آپ کی محبت ہے، ثواب ملے گا، ثواب ملے گا۔ ان شاء اللہ۔''

اشرف السوانح کے مرتّب فرماتے ہیں کہ ''ایک عریضہ کے اندر بجائے القاب و آداب کے میں نے فرط محبت میں حضرت والا (تھانوی) کو صرف اس شعر سے خطاب کیا تھا

جان من جانان من سلطان من　　　اے توئی اسلام من ایمان من''

(ص ۱۳۱ ج ۲، اشرف السوانح، مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان ۱۹۸۵ء)

اشرف السوانح کے مرتب نے کتاب کے شروع میں ص ۸ ج ۱ پر تمہید کے عنوان سے اپنی تحریر کے اوپر یہ شعر بھی تھانوی صاحب کے لئے لکھے ہیں۔

"اے اشرف زمانہ زمانے مدد نما
درہائے بستہ را بہ کلید کرم کشا" (☆)

"مستعینا بالمخاطب قلتہ مستشیراً فی التخاطب قلتہ"

اور تھانوی صاحب کی خانقاہ کے بارے میں ص ۴۸ ج ۲ پر اشرف السوانح کے مرتب نے یہ شعر لکھا ہے:

"اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمین ست و ہمین است و ہمین است"

دیوبندیوں وہابیوں کے امام اسماعیل دہلوی تو تقویۃ الایمان میں نسبت کے سبب کسی کی تعظیم کو شرک کہتے ہیں اور دیوبندی وہابی ملاں اپنے بڑوں سے نسبت میں کیسے اور کتنا مبالغہ و تعظیم روا جانتے ہیں، اس کا احوال بھی ملاحظہ ہو۔ "(جناب احمد حسن امروہوی) ایک دفعہ مولانا (تھانوی) کی خدمت میں حاضر ہوئے، آدھی رات کو استنجے کی ضرورت ہوئی، اول شب میں دریافت کرنا یاد نہ رہا، پس خدا کی قدرت کہ مولانا (تھانوی) خود اندر سے تشریف لائے۔ (اور پوچھا) کہ کوئی حاجت ہے؟ میں (امروہوی) نے کہا جی ہاں ہے۔ مولانا (تھانوی) نے فرمایا کہ اس وقت دونوں کو تکلیف نہ ہوگی، اندر زنانہ مکان میں چلو اور خود (تھانوی) استنجے کے (لئے) ڈھیلے اور پانی رکھ آئے۔ میں (امرہوی) نے کہا یہ تو "آب زمزم" ہے، اب استنجا کاہے سے کروں! اللہ اکبر، کیا اخلاق ہیں۔" (قصص الاکابر، ص ۲۰۶، بحوالہ حسن العزیز، ص ۲۲۰ ج ۲)

(☆) یہ شعر حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رضی اللہ عنہ کے بارے میں سینکڑوں برس پہلے کہا گیا تھا، مزید برآں دیوبندیوں وہابیوں کا اس شعر کے بارے میں یہ فتوی تھا کہ یہ مشرکانہ شعر ہے، اسے کیا کہئے کہ یہی شعر دیوبندیوں کو اپنے تھانوی صاحب کے لئے (شاید) لفظ "اشرف" کی رعایت سے "پسند آ گیا ہے اور ان کا وظیفہ ہو گیا ہے۔ اب دیوبندی بتائیں کہ اس شعر کے بارے میں ان کا فتوی غلط تھا یا اس شعر پر موجودہ عقیدہ و عمل غلط ہے؟ جواب کا انتظار رہے گا۔

❖ قارئین محترم! اس خادم اہل سنت کو یہ عبارتیں نقل کرتے ہوئے اپنی ایمانی غیرت کی وجہ سے جو دکھ اور کرب ہو رہا ہے وہ نا قابل بیان ہے۔ مجھے حیرت بھی ہے اور حد درجہ افسوس بھی، کہ دیوبندی وہابی ازم کے پیروکار، ان گستاخانہ اور گندی عبارتوں کے لکھنے والے دیوبندی وہابی تبلیغی ملاؤں کو اپنا پیشوا اور رہنما ہی نہیں کہتے، بلکہ ان کی تقلید اور پیروی کو، قرآن وسنت کی پیروی سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ عقل و شعور رکھنے والا ہر شخص ان عبارتوں کو پڑھنے کے بعد بلا شبہ یہی کہے گا کہ ایسی گندی عبارتیں لکھنے والے ملاں ہرگز علمائے حق کہلانے کے اہل ہی نہیں، بلکہ یہ لوگ عالم اسلام اور مسلمانوں کے لئے شرم و افسوس کا باعث ہیں۔

مزید ملاحظہ فرمائیے۔

❖ انبیاء و اولیاء کو بے اختیار اور اپنے انجام سے بے بہرہ کہنے والے دیوبندی وہابی اپنے گنگوہی کے لئے کیا کہتے ہیں؟ ملاحظہ ہو۔

"آپ (گنگوہی) آخرت کی جاوید نعمتوں کے خرچ کرنے میں ہرگز بخیل نہ تھے، اگر آپ بخل فرماتے تو آج آپ کے مریدین کی جماعت ہزار ہا تک کیوں کر پہنچتی؟"

(ص۸۸، ج۲، تذکرۃ الرشید)

تھانوی صاحب کا اختیار ملاحظہ ہو۔

تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ "لندن سے ایک انگریز نے سوال کیا تھا یہ مع اپنی اہلیہ کے مسلمان ہو گیا تھا، کہ ہم ہندوستان آنا چاہتے ہیں اور ہماری میم بھی ہمراہ ہوگی اور وہ پردہ نہ کرے گی...... میں (تھانوی) نے لکھ دیا کہ آپ کے لئے اجازت ہے۔"

(افاضات یومیہ، ص ۲۴۵ ج ۶)

یہی اشرفعلی تھانوی اپنے دیوبندی وہابی عالم مظفر حسین صاحب کاندھلوی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "جلال آباد یا شاملی میں ایک خان صاحب نے کہا کہ میرے سے وضو نہیں ہوتی اور نہ دو بری عادتیں (شراب و زنا کی) چھٹتی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ (نماز) بے وضو ہی پڑھ لیا کرو اور شراب بھی پی لیا کرو۔" (ارواح ثلاثہ، ص ۱۸۱)

❖ انبیاء کو معصوم نہ ماننے والے دیوبندی اپنے گنگوہی کی ہر عادت کو عبادت مانتے ہیں، یہاں تک کہ بول و براز (پیشاب پاخانہ) کرنے کو بھی۔ ملاحظہ ہو:

''خلاصہ یہ ہے کہ اہل اللہ کی عادات بے شبہ عبادات میں داخل ہیں اور ان حضرات کے صبح سے شام تک نوم و یقظہ، اکل و شرب، بول و براز، سکوت و تکلم، راحت و محنت، حرکت و سکون وغیرہ جملہ افعال ذریعہ عبادت ہونے کی حیثیت سے طاعت میں داخل ہیں اور چوں کہ حضرت امام ربانی (گنگوہی) اس صدی میں اپنے زمانہ کی اس پاک باز جماعت کے پیشوا اور سردار تھے، اس لئے آپ کی عادات کا عبادات ہونا تو اظہر من الشّمس ہے۔''

(تذکرۃ الرشید، ص ۶۱ ج ۲)

❖ گنگوہی صاحب کے بعد اب ذرا دیوبندیوں کے مشہور عالم، اشرفعلی تھانوی صاحب کا حال بھی ملاحظہ ہو۔ تھانوی صاحب کی تحریروں میں جنسی تعلق اور فحش گوئی کی بھرمار ہے۔ ملاحظہ ہو، وہ خود فرماتے ہیں ''اطباء اور فلاسفہ کا اس پر اتفاق ہے کہ جس قوت سے کام نہ لیا جاوے وہ رفتہ رفتہ زائل ہو جاتی ہے، جیسے ترک جماع، عنت (عاجزی) کا سبب ہو جاتا ہے۔'' (کمالات اشرفیہ، ص ۸۰)

افاضات یومیہ، ج ۴ کے ص ۶۶۸ (مطبوعہ اشرف المطابع، تھانہ بھون) پر تھانوی صاحب کی جنسی رغبت کا احوال ملاحظہ ہو۔

''ایک شخص نے مجھ (تھانوی) سے کہا کہ (اللہ کے) ذکر میں مزا نہیں آتا، میں نے کہا کہ مزا ذکر میں کہاں، مزا تو مذی میں ہوتا ہے جو بی بی سے ملاعبت (چھیڑ چھاڑ) کے وقت خارج ہوتی ہے۔ یہاں (اللہ کے ذکر میں) کہاں مزا ڈھونڈتے پھرتے ہو۔''

تھانوی صاحب کی اسی کتاب کے ص ۶۷۳ پر تھانوی صاحب کی گندی ذہنیت کا ایک اور ثبوت ملاحظہ ہو، بات سمجھانے کا اس سے زیادہ ''اچھا انداز'' دیوبندیوں وہابیوں کے حکیم الامت کے سوا کس کا ہو سکتا ہے؟ فرماتے ہیں:

''پس اصل چیز ہے وحی اور اگر نری عقل پر مدار ہے تو عقل کا ایک اقتضا (☆) تو

(☆) یعنی ایسا کرنا عقلاً درست ہے۔

یہ بھی ہے جیسا ایک شخص نے کہا تھا، وہ اپنی ماں سے بدکاری کیا کرتا تھا، کسی نے کہا کہ ارے خبیث یہ کیا حرکت ہے؟ تو کہتا ہے کہ جب میں سارا ہی اس کے اندر تھا تو اگر میرا ایک جزو اس کے اندر چلا گیا تو حرج کیا ہوا؟ یہ حکم بھی تو عقلیات میں سے ہوسکتا ہے۔''

(یاد رہے کہ دیوبندی وہابی ازم کے مجدد اشرفعلی تھانوی صاحب نے مسلمانوں گھرانوں کی شرم و حیا والی کنواری اور شادی شدہ عورتوں کو بے شرمی اور بے حیائی سکھانے کے لئے اپنی مشہور کتاب ''بہشتی زیور'' میں جنسی تعلقات (Sex) کے جو طریقے اور نسخے تعلیم فرمائے ہیں، ان سے با آسانی تھانوی صاحب کی شہوت پرستی (☆) اور جنسی ہیجان سے بھرپور ذہنیت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ تھانوی صاحب کی اس کتاب ''بہشتی زیور'' نے سینکڑوں گھرانوں کی لڑکیوں کو بے حیائی اور

(☆) قارئین کرام! ہوسکتا ہے کہ آپ کو تھانوی صاحب کی شہوت پرستی اور جنسی ہیجان کے تذکرے پر تعجب ہو۔ لیکن اس سے زیادہ تعجب اور افسوس کی بات یہ ہے کہ دیوبندیوں وہابیوں ہی کا دسمبر ۱۹۸۸ء میں، مدرسہ عربیہ اسلامیہ، آزادول، (جنوبی افریقا) سے ایک رسالہ ''النصیحہ'' شائع ہوا، جس کے متن کو بنیاد بنا کر نامہ نگار جے نٹ بے نٹ نے جنوبی افریقا کے مشہور اخبار، ہیرلڈ سنڈے ٹریبون کی ۱۱ دسمبر ۱۹۸۸ء کی اشاعت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں جو گستاخانہ شہ سرخی لگائی، اسے نقل کرنا میرے لئے مشکل ہے۔ قارئین کی معلومات کے لئے صرف اتنا عرض کر دوں کہ رسوائے زمانہ ملعون شیطان رشدی کی کتاب ''شیطانی آیات'' کے بعض جملوں سے ''النصیحہ'' کے وہ جملے زیادہ برے ہیں۔ اس خادم اہل سنت نے جنوبی افریقا میں دیوبندیوں کے بڑے مرکز ''میاز فارم'' میں خود جا کر علمائے دیوبند سے اس سلسلہ میں احتجاج کیا اور انہیں کہا کہ وہ اپنے مسلک کے اس شیطان عالم کی اس مذموم حرکت کا نوٹس لیں، مگر افسوس کہ گستاخی رسول پر ان علمائے دیوبند کی غیرت جوش میں نہیں آئی، ہاں اتنا ضرور ہوا کہ میرے خلاف میاز فارم کے علمائے دیوبند کی طرف سے پوسٹر ضرور شائع ہوا۔ یہ خادم اہل سنت عرض کرتا ہے کہ کسی پر تہمت لگانا، مسلمانوں کا شیوہ نہیں۔ اس خادم اہل سنت کے پاس تمام دستاویزات اور ریکارڈ محفوظ ہے۔

بدکاری کی طرف راغب کیا، یہی وجہ ہے کہ خود دیوبندی وہابی کہلانے والے بہت سے لوگ اپنی لڑکیوں، عورتوں کو بے حیائی سے بچانے کے لئے تھانوی صاحب کی یہ کتاب اپنے گھروں میں رکھنا پسند نہیں کرتے)

❖ اسی کتاب افاضات یومیہ، ح ۴ کے ص ۱۳۷ پر بیان اور عمل کے فرق کو سمجھانے کے لئے دیوبندیوں وہابیوں کے امام (تھانوی) کے جنسی رجحان اور ہیجان کا ایک اور ثبوت ملاحظہ ہو۔فرماتے ہیں: ''مکتب کے لڑکوں نے حافظ جی کو نکاح کی ترغیب دی کہ حافظ جی نکاح کرلو بڑا مزہ ہے۔حافظ جی نے کوشش کر کے نکاح کیا اور رات بھر روٹی لگا لگا کر کھائی، مزا کیا خاک آتا۔صبح لڑکوں پر خفا ہوتے ہوئے آئے کہ سسرے کہتے تھے کہ، بڑا مزا ہے، بڑا مزا ہے۔ہم نے (عورت سے) روٹی لگا کر کھائی، ہمیں تو نہ نمکین معلوم ہوئی، نہ میٹھی نہ کڑوی۔لڑکوں نے کہا کہ حافظ جی ''مارا کرتے ہیں''۔آئی شب حافظ جی نے بے چاری کو خوب زدوکوب کیا، دے جوتا دے جوتا، تمام محلّہ جاگ اٹھا اور جمع ہو گیا اور حافظ جی کو برا بھلا کہا۔پھر صبح کو آئے اور کہنے لگے کہ سسروں نے دق کر دیا، رات ہم نے مارا بھی، کچھ بھی مزا نہ آیا اور رسوائی بھی ہوئی۔تب لڑکوں نے کھول کر حقیقت بیان کی کہ ''مارنے'' سے یہ مراد ہے۔اب جو شب آئی تب حافظ جی کو حقیقت منکشف ہوئی، صبح کو جو آئے تو مونچھ کا ایک ایک بال کھل رہا تھا اور خوشی میں بھرے ہوئے تھے۔تو حضرت! بعض کام کی حقیقت کرنے سے معلوم ہوتی ہے۔''

کسی چیز سے اکتا جانے کی ایسی مثال دینا بھی وہابی ازم کے حکیم الامت تھانوی صاحب ہی کا کام ہے فرماتے ہیں: ''ایک حافظ جی اندھے تھے۔حریص بڑے تھے، انہوں نے کہیں سن لیا کہ خدا تعالیٰ نے جنت میں مومنین کے لئے حوریں پیدا کی ہیں۔ بس ہر وقت (وہ حافظ جی) دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ حوریں بھیج، حوریں بھیج۔ بازاری عورتیں بڑی شریر ہوتی ہیں، کہیں انہوں نے سن لیا۔(ان عورتوں نے) آپس میں مشورہ کیا کہ چلو (ہم) حافظ جی کو حوروں سے توبہ کرادیں۔(وہ) سب جمع ہو کے آئیں۔ آپ (حافظ جی) نے کھٹکا سن کے پوچھا کون؟ (عورت) نے کہا حور! (حافظ جی) بڑے

خوش ہوئے کہ بہت دنوں میں دعا قبول ہوئی۔ خیر منہ کالا کیا۔ دوسری (عورت) آئی پوچھا کون؟ (اس عورت نے) کہا حور! کہنے لگے پھر سہی، اس سے بھی منہ کالا کیا، غرض (وہ) بہت سی تھیں۔ ان (حافظ جی) کا بھی کئی برس کا جوش تھا۔ آخر کہاں تک! وہ پورا ہو چکا، تو اور (عورت) آئی، پوچھا کون! (عورت نے) کہا، حور! (حافظ جی) گالی دے کے کہنے لگے سب حوریں میری ہی قسمت میں آ گئیں؟ سو حضرت، جس طرح وہ (حافظ جی) حور سے گھبرا گئے تھے اسی طرح تم نور سے گھبراتے۔'' (ص ۲۴۸، خطبات حکیم الامت، حصہ ۱۶، برکات رمضان، مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان)

حقائق و معارف کے وعظ کی فرمائش پوری کرنے کی ایسی شرط بھی وہابی ازم کے ملاں ہی رکھ سکتے ہیں۔ دیوبندی وہابی ازم کے ''مجدد'' تھانوی صاحب کی ایک اور تحریر ملاحظہ ہو۔ تھانوی صاحب اپنے حیدرآبادی ماموں کا ذکر فرماتے ہیں کہ: ''عبدالرحمٰن خان صاحب، مالک مطبع نظامی بھی ان (تھانوی کے ماموں) سے ملنے آئے اور ان کے منہ سے حقائق و معارف سن کر بہت معتقد ہوئے۔ عرض کیا کہ حضرت (آپ) وعظ (میں یہ حقائق و معارف بیان) فرمایئے تا کہ سب مسلمان منتفع ہوں۔ (تھانوی کے) ماموں صاحب نے اس کا جواب عجیب آزادانہ، رندانہ دیا۔ کہا' خاں صاحب میں اور وعظ

صلاح کار کجا و من خراب کجا (کہاں نیکی کا کام اور کہاں میں خراب)

پھر جب (خان صاحب نے) زیادہ اصرار کیا تو کہا، کہ ہاں ایک طرح (وعظ) کہہ سکتا ہوں، اس کا انتظام کر دیجئے۔ عبدالرحمٰن خان صاحب بے چارے متین بزرگ تھے۔ (وہ) سمجھے کہ ایسا طریقہ کیا ہوگا کہ جس کا انتظام نہ ہو سکے۔ یہ سن کر بہت اشتیاق کے ساتھ پوچھا کہ حضرت وہ طریقہ خاص کیا ہے؟ (تھانوی کے) ماموں صاحب بولے، کہ میں بالکل ننگا ہو کر بازار میں ہو کر نکلوں، اس طرح کہ ایک شخص تو آگے سے میرے عضو تناسل کو پکڑ کر کھینچے اور دوسرا پیچھے سے (مقعد میں) انگلی کرے، ساتھ میں لڑکوں کی فوج ہو اور وہ یہ شور مچاتے جائیں، بھڑوا ہے رے بھڑوا، بھڑوا ہے رے بھڑوا۔ اور اس وقت میں حقائق و معارف بیان کروں۔'' (الافاضات الیومیہ، ص ۸۲، ۸۳ جلد ۷، مطبوعہ اشرف المطابع،

تھانہ بھون، دسمبر ۱۹۴۱ء) تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ: اپنے اس ماموں کا میں دل سے معتقد تھا۔ (ص ۸۴)

❖ ''رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔'' یہ عقیدہ رکھنے والے دیوبندیوں وہابیوں کا اپنے تھانوی کے بارے میں عقیدہ ملاحظہ ہو۔ دیوبندی عالم عبدالماجد دریابادی فرماتے ہیں ''اللہ نے وہی چاہا جو اس کے ایک مقبول بندہ (تھانوی) نے چاہا تھا۔'' (حکیم الامت، ص ۷۴)

نہایت توجہ سے ملاحظہ ہو، یہی عبدالماجد دریابادی صاحب، اشرفعلی تھانوی صاحب کو اپنے خط میں لکھتے ہیں۔

❖ ''پرسوں شب میں گھر میں (بیگم دریابادی نے) ایک عجیب خواب دیکھا۔ دیکھا کہ مدینہ منورہ کی مسجد قبا میں حاضر ہیں۔ وہیں جناب (تھانوی) کی چھوٹی بیوی صاحبہ بھی ہیں۔ یہ انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔ انہوں (بیگم تھانوی) نے دریافت فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصویر دیکھو گی؟ انہوں (بیگم دریابادی) نے بڑے اشتیاق کے ساتھ کہا ضرور۔ اتنے میں کسی نے کہا کہ یہ تو عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) ہیں۔ اب یہ (بیگم دریابادی) بڑے غور اور حیرت سے ان کی طرف دیکھ رہی ہیں کہ صورت شکل، وضع ولباس (تھانوی کی) چھوٹی بیوی صاحبہ کا ہے۔ یہ حضرت صدیقہ کیسے ہوگئیں؟ اتنے میں پھر کسی نے کہا کہ نہیں، یہ (بیگم تھانوی) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہو ہیں۔ اب یہ اپنے دل میں اور بھی حیرت کر رہی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تو کوئی صاحب زادہ ہی نہ تھے، تو بہو کیسی؟ اتنے میں پھر آواز آئی کہ ہر کلمہ گو حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اولاد ہے، اور مولانا اشرفعلی جیسے بزرگ تو خاص الخاص اولاد حضور کی ہیں، ان (تھانوی) کی بیوی حضور کی بہو ہی کہلائیں گی۔ اس کے بعد صحن مسجد سے انہیں ہمراہ لے کر چھوٹی بیوی صاحبہ مسجد کے اندرونی درجہ میں داخل ہوئیں۔ وہاں ایک دروازہ سا کھلا، اور اس کے اندر سے بجائے تصویر کے خود حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا جلوہ مبارک نظر آیا......'' (حکیم الامت ص ۵۴۸، ۵۴۹)